بسم اللہ الرحمن الرحیم

# چہل اسرار

## معہ اُردو ترجمہ

**مصنف**

حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی قدس اللہ سرہ العزیز

**مرتب**

الحاج خواجہ غلام رسول متو (رُکن، جموں و کشمیر جمعیت ہمدانیہ)

**بحُسن سعی**

مولوی خورشید احمد قانونگو (مرکزی سکریٹری، جموں و کشمیر جمعیتِ ہمدانیہ)

**شائع کردہ**

شعبہ نشر واشاعت، جموں و کشمیر جمعیتِ ہمدانیہ



باسط منظور وانی
تاریخ خرید جنوری ۲۰۱۳ء
2013

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# چہل اسرار

## معہ اُردو ترجمہ

**مصنف**

حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی قدس اللہ سرہ العزیز

**مرتب**

الحاج خواجہ غلام رسول متو (رُکن جموں وکشمیر جمعیت ہمدانیہ)

**بحُسن سعی**

مولوی خورشید احمد قانونگو (مرکزی سکریٹری جموں وکشمیر جمعیتِ ہمدانیہ)

**شائع کردہ**

شعبہ نشر واشاعت جموں وکشمیر جمعیتِ ہمدانیہ



باسط منظور وانی

تاریخِ خرید جنوری ۲۰۱۳ء 2013

## کوائف

**نام کتاب** : چہل اسرار

**مصنف** : حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی قدس اللہ سرہ العلی

**نگاہ اولین** : قائد اہل سنت والجماعت حضرت مولانا ریاض احمد ہمدانی (میر واعظ کشمیر)

**تقریظ** : فخر اہل سنت والجماعت رئیس التحریر حضرت مولانا شوکت حسین کینگ مد ظلہ العالی اُستاد حنفیہ عربی کالج نور باغ سرینگر

**اظہار تشکر** : مولوی خورشید احمد قانون گو مرکزی سیکریٹری جموں و کشمیر جمعیت ہمدانیہ

**مقدمہ** : الحاج خواجہ غلام رسول متورکن جموں و کشمیر جمعیت ہمدانیہ سابق ممبر پارلیمنٹ

**کمپیوٹر کمپوزنگ** : ٹائمس پرنٹس ہریز و بلڈنگ گاؤ کدل سرینگر۔ فون نمبر 2482223

**شائع کردہ** : شعبہ نشر و اشاعت جموں و کشمیر جمعیت ہمدانیہ خانقاہ معلی سرینگر

**تعداد** : ایک ہزار

**ملنے کا پتہ** : (۱) شیخ عثمان اینڈ سنز بکسیلرز مائسمہ گاؤ کدل سرینگر

(۲) متور سنز ملز باغ علی مردان نوشہرہ

(۳) مولوی خورشید احمد قانون گو حول دربار اکملیہ حول

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)



## فہرست غزلیات

| نمبر شمار | فہرست مضامن | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱ | ای گرفتارانِ عشقت فارغ از مال و منال | ۷۸ |
| ۲ | قبلہ دل آفتاب روے اوست | ۸۳ |
| ۳ | ارباب ذوق در غم تو آرمیدہ اند | ۸۶ |
| ۴ | ہر آن جان کز غمش دردی رقم نیست | ۸۹ |
| ۵ | راحت ار خواہی بیا با درد او ہمراز شو | ۹۲ |
| ۶ | گر آتش فراقش با صبری یار بودی | ۹۴ |
| ۷ | عارفان سر خطاب از کہ و صحرا شنوند | ۹۷ |
| ۸ | از نجاتِ قدم حضرتِ اسماء کشود | ۹۹ |
| ۹ | رندان جانفشان چو قدم بر فنا زدند | ۱۰۲ |
| ۱۰ | نقاب غیر اگر یکدم ز روئ خود براندازے | ۱۰۵ |
| ۱۱ | دلی را کز غم عشقش سر موئ خبر باشد | ۱۰۸ |
| ۱۲ | ہر سری کز سر عشقش والہ و شیدا نمود | ۱۱۱ |
| ۱۳ | دوش دل در غم او میزد با جان را | ۱۱۳ |

# مُناجات بَدرُگاہِ قاضی الحاجات

ازحضرت شیخ سعدیؔ شیرازیؒ (مرید حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ)

| من بندہ شرمسارم تو رحم کن رحیما | | درفسق بے شمارم تو رحم کن رحیما |
| --- | --- | --- |
| اندر سرائے فانی کردم گنہ تو دانی | | درماندہ راتو خوانی تو رحم کن رحیما |
| جرمِ عظیم کردم شرمندہ روئے زردم | | خود رابہ تو سپردم تُو رحم کن رحیما |
| ازتن رَوَد چو جانم بستہ شود زبانم | | بیچارہ من نمانم تو رحم کن رحیما |
| یارب گنہگارم پُرعیب و شرمسارم | | جُز تُو کسے ندارم تُو رحم کن رحیما |
| دروقتِ نزع جانم گویا بکن زبانم | | تا کلمہ رابخوانم تُو رحم کن رحیما |
| درگور چوں بمانم تنہا چو بیکسانم | | آندم ترا بخوانم تُو رحم کن رحیما |
| یاربّ بحق مرداں گورم فراخ گرداں | | درگور تا قیامت تُو رحم کن رحیما |
| جنت بدہ مکانم با جملہ مومنانم | | تاجاودان بمانم تُو رحم کن رحیما |

عمرم گذشت باطل کردم گناہ حاصل

برایں فقیر غافل تُو رحم کن رحیما



# نعتِ شریف

ازحضرت شیخ فریدالدین عطارؒ

گر قبلہ نما خواہی بین رُوئے محمدؐ را

محراب دُعا گرداں اَبروئے محمدؐ را

مستیم زبوئے او دیوانہ روئے اُو

زنجیر دلِ ماکن ہر موئے محمدؐ را

تانیست باو ہستیم دیوانہ و سَر مستیم

بر گردنِ دل بستیم گیسوئے محمدؐ را

شُد چشم خُدا ایمان زان نُور رخش روشن

آئینۂ وحدت بین زان روئے محمدؐ را

اَز ناوکِ اعجازش گشتند ہمہ عاجز

بُت خانہ شکن بنگر بازوئے محمدؐ را

فیاضِ اَزل دُرجی اَز مشک لطفیم داد

خُوش یافتہ بسمل خوشخوئے محمدؐ را

اَز عطر عطائے اُو عطارؔ معطر شُد!

بُو بُردہ مشامِ جاں خُوشبوئے محمدؐ را

## منقب شریف حضرت شاہ ہمدانؒ

از حضرت شیخ اکمل الدین مرزا محمد کامل بیگخان بدخشیؒ

| | |
|---|---|
| شکر للہ کہ از مُرید انم !! | غیر از و دیگرے نمیدانم |
| غیر ازیں شاہ کس نمید انم | ذکریا شاہ ہر زمان خوانم |
| تابود جان ثنائ او گویم | جانفشانم رضائ اُو جویم |
| اندر ایں آستان غلام من | مدح خوانش بصبح و شام من |
| باطنم زندگی زنامش یافت | بندہ زں رُتبہ غلامش یافت |
| تن من مسجد است بانی اُوست | شاہ ہمدانؒ علی ثانی اوست |
| پیر من حضرت امیرؒ توئی | میر میرانؒ بے نظیر توئی |
| نے چومن مفلس سر راہم | ہفت پُشتی غلام درگاہم |
| توکہ وارثِ بہ شیخ کبرائیؒ | نور اسلام وپور زہرائیؒ |
| اہل کشمیر را پناہ است اُو | رہبر خلق تا اِلہٰ اُست اُو |
| اکمل الدین غلام یشان است | نام ایشان بجسم اوجان است |
| کہترین از ہمہ مُریدان است | بر مُریدانِ اوثنا خوان است |

یعنی آن بانی مُسلمانی

میر سید علی ہمدانیؒ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## انتساب

بنام نامی واسمِ گرامی حضرت سیدنا محدثِ نامدار علامہ الشیخ احمد واعظ کشمیری (التوفی ۷ ماہِ محرم الحرام ۱۲۹۰ھ مدفن دباغ محلہ عالی کدل سرینگر) شاگردِ رشید حضرت امام العصر شاہ محمد اسحاق محدثِ دہلوی مہاجر مدنیؒ وبالواسطہ اُستاذِ میرواعظ کشمیر مہاجرِ اول مجاہد ملت مولانا احمد اللہ صاحب ہمدانیؒ بانی تحریک حریت کشمیر وموسس اعلیٰ جمعیتِ ہمدانیہ جموں وکشمیر

گر قبول افتد زہے عزّ وشرف

خورشید احمد قانون گو

# نگاہِ اولین

از قلم قائد اہل سنت و جماعت حضرت مولانا ریاض احمد صاحب ہمدانی میرِ اعظم ریاست جموں وکشمیر و سرپرست اعلیٰ جمعیت ہمدانیہ جموں کشمیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً و مصلیاً
اما بعد

عالمانِ آخرت مر انبیاء در رہبری
وارث اند او نیز این میراث را درخور شدہ است
(علامہ خاکیؒ)

صحابہ کرام واہل بیت عظام میں حضرت امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا جو پایہ علم وفضل ہے وہ آفتاب نصف النہار سے زیادہ روشن ہے۔ حضرت سید المرسلین ﷺ کے اس فرمانِ عالیشان انا دار الحکمۃ وعلیٌ بابُھا (ترمذی) میں جامع وضاحت کے ساتھ آپ کا مقام آشکارا ہے چنانچہ



جملہ اصحاب رسول اللہ ﷺ جن میں شیخین یعنی حضرت صدیق اکبرؓ وحضرت فاروق اعظمؓ جیسے حضرات اولوالعزم بھی شامل ہیں نے وقتاً فوقتاً جناب امیرؓ کے علم وفضل کا اعتراف برملا فرمایا۔

مملکت مصر کے مشہور بین الاقوامی شہرت کے اہل قلم عالم وفاضل جناب حسن زیات لکھتے ہیں۔

لا نعلم بعد رسول اللہ فیمن سلف وخلف افصح من علي فی المنطق الخ

حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی جو علی الثانی کے بلند پایہ لقب سے ملقب ہیں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے کمالات روحانی وعلمی کے مظہر کامل تھے جیسا کہ حضرت حافظ ابن حجر ہیثمی الشافعیؒ کے شاگرد رشید اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی الفاروقیؒ کے استاد حدیث یعنی جامع الکمالات صوری ومعنوی جناب ایشان حضرت علامہ شیخ یعقوب صرفی الفاروقی مغازی النبیؐ میں فرماتے ہیں۔

علی مظہر سر پیغمبر است — وے این علی مظہر مظہر است
علی راعلی است قائم مقام — کہ ثانیش گویند اورا کرام

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:۔

جواسرار علی از وے عیاں شد — علی ثانی اورا نام ازان شد
چوں علی نسبتش آمد تمام — ہم بہ حسب ہم بہ نسب ہم بنام

ازرہِ تعظیم نباشد عجب گرعلی ثانیش سازم لقب

(دیوان صرفی)

یہی وجہ ہے کہ حضرت علی ثانیؒ کی جملہ تصنیفات وتالیفات کو کتب اولیاء میں ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔ بایں ہمہ مجھے یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں ہے کہ حضرت امیر کبیرؒ کی مبارک کتابوں کے فنی وجوہات وعلمی مقامات پر بہت کم لکھا گیا ہے اگر چہ اب گذشتہ چند دھائیوں سے کشمیر کے ارباب علم ودانش نے خامہ فرسائی شروع کی لیکن یہ کام ایک جامع تحقیقی ادارہ کا متقاضی ہے۔

ہمارے معزز دانشور وصاحب وصاحب قلم شخصیت جناب الحاج غلام رسول صاحب متو نے صرف چہل اسرار جو چالیس غزلیات کا مجموعہ دل پذیر ہے پر سالہا سال کام کیا تو چند سو صفحات پر مشتمل ایک عظیم کتاب وجود میں آئی۔

میں نے بالاستعیاب مقدمہ وترجمہ چہل اسرار کو ملاحظ کیا جو بقول متو صاحب چند سر کردہ اہل علم کا فیضانِ رشحات قلم ہے۔ تو میں حیران ہوا اور ان حضرات کے وسعت مطالعہ دقتِ نظر اور تحقیقی جستجو کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکا۔

جناب متو صاحب محتاج تعارف شخصیت نہیں ہیں۔ انہیں برصغیر



کے ارباب سیاست وعلم میں اپنا مقام حاصل ہے۔ اور آپ کے خاندانِ عالیشان نے سلسلہ عالیہ کبرویہ کی ترویج واشاعت میں جو اہم رول ادا فرمایا وہ سب پر عیاں ہے نیز آپ کے خاندان کو ہمارے خاندان کے ساتھ جو صدیوں کے تعلقات ہیں اسی کے پس منظر میں آپ نے جمعیت ہمدانیہ جموں وکشمیر جس کا میں سر پرست ہوں کے شعبہ نشر واشاعت کو پاکٹ سائز ایڈیشن کی اجازت مرحمت فرما کر دیرینہ تعلقات کی تجدید کی۔ میں اپنی جانب اور اپنی تنظیم کی جانب سے اس ذرہ نوازی کیلئے بہت مشکور ہوں۔

متو صاحب کے بردار محترم جناب حاجی الحرمین غلام محی الدین صاحب متو جو اوقاف اسلامیہ جموں وکشمیر ومتعدد زیارت گاہوں کے نقیب ہیں بھی شکریہ کے مستحق ہیں کہ وقتاً فوقتاً جمعیت ہمدانیہ جموں وکشمیر کی ترقی کیلئے کوشان رہتے ہیں۔

جناب بردار محترم مولانا خورشید احمد قانون گو (مرکزی سیکریٹری جمعیت ہمدانیہ جموں وکشمیر) نے جس محنت اور لگن سے کتاب ہذا کو منظر عام پر لایا وہ جمعیت کے تئیں ان کے خدمات کا آئینہ دار ہے۔ فجزاہ اللہ خیر الجزا

خادم قوم وملت

ریاض احمد ہمدانی

(پانپور کشمیر)

# تقریظ جلیل

ازقلم فخرِ اہل سنت وجماعت جناب مولانا شوکت حسین صاحب کینگ قادری
رکن انجمن تبلیغ الاسلام جموں وکشمیر
واستاذ حنفیہ عربک کالج نور باغ سرینگر

الحمدلله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین و علیٰ آله و اصحابه وعلماء شریعته واولیاء طریقته اجمعین الیٰ یوم الدین

امابعد

روشنی بخش چشم اہل صفا
رمز اشعار ازان چہل اسرار

سید السادات سالارِ عجم جناب علی الثانی حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ کی آفاقی شخصیت جس طرح منفرد کمالات وخصائص کی حامل ہے۔ بعینہ اسی طرح آنجنابؒ کی تصنیفات وتالیفاتِ قیمہ کو اسلام کے ادب عالیہ میں امتیازی مقام حاصل ہے۔ گذشتہ سال نسخہ چہل اسرار (شائع کردہ شعبہ نشرواشاعت جمعیت ہمدانیہ جموں وکشمیر) کے پیش لفظ میں قدرے تفصیلاً



مدلل انداز میں جناب امیرؒ کی تصنیفات پر لکھ چکا ہوں۔ آنجنابؒ کے مبارک دور سے لیکر آج تک مختلف زبانوں پر آپ کے رشحاتِ قلم نے جو گہرا اثر ڈالا۔ اب اس پر بھی تحقیقی کام جاری ہے۔ مثلاً برصغیر میں پنجابی زبان وادب نے جو اثرات قبول کئے۔ آجکل پنجابی زبان کے سرکردہ اہل قلم اس پر باضابطہ ریسرچ کر رہے ہیں۔ اگرچہ قبل ازیں ہم بھی حضرت زبدۃ العارفین عمدۃ السالکین شہباز مقام لاہوتی جناب میاں محمد بخش پنجابی کی لافانی شاہکار "سیف الملوک" میں آپؒ کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔ مگر اب رفتہ رفتہ پنجابی ادب کی دوسری بلند پایہ کتب میں جھانک کرنے نئے انکشافات ہورہے ہیں۔

جناب امیرؒ کے منظوم کلام میں چہل اسرار کو جو درجہ خاص حاصل ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ چہل اسرار (جو بظاہر مختصر منظوم شاہکار ہے) کا ہر ایک شعر "دفتریست معرفت کردگار" کا مظہر ہے۔ یہ کتاب صرف مقامات عالیہ اور رموز عشق کے دقیق وباریک مضامین پر ہی مشتمل نہیں ہے بلکہ اگر کوئی مستند عالم دین ومحقق وقتِ نظر سے اسکا مطالعہ کریگا تو اُس پر نئے اسرار آشکار ہوجائیں گے۔ یہ کوئی مبالغہ آمیزی نہیں ہے بلکہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔ مثلاً حضرت امام العصر ترجمان القرآن خاتم المحدثین سید نا مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ سابق شیخ الحدیث ازہر الہند دارالعلوم دیوبند

(جن کے متعلق حکیم الامت فیلسوف اسلام علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ نے فرمایا تھا کہ "اسلام کی ادھر کی پانچ سو سالہ تاریخ شاہ صاحبؒ کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے) نے دسمبر ۱۹۲۷ء مطابق جمید الثانی ۱۳۴۶ کو جمعیت علماء ہند کے اجلاس ہشتم منعقدہ پشاور کے تاریخی خطبہ صدارت (جس میں سینکڑوں علماء دیوبند بریلی شیعہ و اہل حدیث شامل تھے) میں جو ۲۸ عناوین پر مشتمل تھا کے عنوان اول "ضرورت نظام ملی و تقسیم عمل" میں چہل اسرار کے اولین غزل کے اس شعر

شمہٗ از سرِ حکمش بوی بردہ نہ فلک
ماندہ سرگردان بگردِ آستانش ماہ وسال

کہ مختصر شرح یوں قلمبند کی تھی

"پس اگر علماء امت وظیفہ دماغ کو بحسن وجو انجام دیتے رہیں یعنی علوم و معارف حقہ کا صحیح نشر و ابلاغ کرتے رہیں اور مہماتِ عمومیہ و خصوصیہ میں صحیح رہنمائی کا فرض انجام دیتے رہیں تو افرادِ خلق بھی اعمال صحیح بجالانے میں دست و پا کا کام دیتے ہیں اور نظام عالم نہایت منظم اور صحیح طور پر قائم رہتا ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ تمام عالم یعنی شخص اکبر کا چونکہ فاعل اور خالق ایک ہی ذاتِ اقدس وحدہ لاشریک لہ ہے اسلئے اُسکا تمام تر رجحان صرف ایک غایت اور ایک ہی نتیجہ کی طرف ہے اور وہ نتیجہ رجوع الی اللہ ہے



شمہٗ از سرِ حکمش بوی بردہ نہ فلک
ماندہ سرگردان بگردِ آستانش ماہ وسال

لہ الامر کلہ یرجع الامر کلہ یعنی تمام امور اسی ایک ذاتِ واحد کے لئے ہیں اور اسی کی طرف سب لوٹ جانے والے ہیں اور تمام مومنین بلکہ تمام افراد عالم بمنزلہ ایک عمارت یا ایک کشتی کے ہیں جو ایک ہی منزل مقصود کی طرف جارہی ہو۔

(ملاحظہ ہو خطبۂ صدارت (فارسی) از حضرت شاہ صاحبؒ بترجمہ اُردو از حضرت فقیہ الامت مفتی اعظم ہند مولانا محمد کفایت اللہ دہلویؒ)

بحرِ چہل اسرار میں یہ اُس حضرت امام العصر علامہ انور شاہ صاحبؒ کی کامیاب غواصی کی ایک اہم مثال ہے۔ جس کے علوم کی دھوم اس وقت نہ صرف جامعہ از ہر مصر میں بلکہ پورے عالم اسلام میں ہے۔

چہل اسرار کی شرح و تشریح کسی مبتدی عالم کا کام نہیں ہے بلکہ شارح کیلئے ضروری ہے کہ اُس نے مقاماتِ عرفانی و مراتب احسانی طے کے ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت الاستاذ بحر العلوم امیر شریعت مفسرِ قرآن علامہ سید محمد قاسم شاہ صاحب بخاریؒ (التوفی یکم ذی قعدۃ الحرام ۱۴۴۰ھ) فرماتے تھے کہ "میں حضرت امیرؒ کی جملہ تصنیفات و تالیفات کی شرح کا اہل

ہوں سوائے چہل اسرار کے"۔

پس اس تناظر میں ہم زیادہ سے زیادہ چہل اسرار کے بہترین ترجمہ چاہیے وہ کسی بھی زبان میں ہو کے متمنی ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ہمارے محترم المقام بزرگ دوست جناب الحاج غلام رسول صاحب متو (جو سرکردہ دانشور، سابق ممبر پارلیمنٹ اور ایک بلند پایہ خاندان کے چشم چراغ ہیں) کو جنہوں نے محنت شاقہ و مشقتِ تامہ برداشت کر کے سالہا سال کے بعد ایک بہترین اُردو ترجمہ مہیا کر کے ممنون احسان فرمایا۔

ریاست کی معروف ترین دینی تنظیم جمعیت ہمدانیہ جموں و کشمیر کے مرکزی سکریٹری جناب فاضل مولوی خورشید احمد صاحب قانون گو شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے زیرِ نظر ایڈیشن کا اہتمام کر کے ایک بہترین علمی خدمت انجام دی۔

آخر پر اس بات کا اعادہ ضروری ہے کہ امسال تقریب عرس ختلان (٦ ماہ جمید الثانی) کے موقع پر متو منزل (نگین سرینگر) میں برادر بزرگ جناب الحاج غلام رسول صاحب متو نے مجھے نسخہ مذکورہ پر نظر ثانی کی دعوت دی لیکن عدیم الفرصتی اور کثیر المشاغل ہونے کے سبب ایسا نہیں ہو سکا۔ بعد میں تین ماہ شوال المکرم کو جب قانونگو منزل (حول) میں مطبوعہ



نسخہ نظروں سے گذرا تو انتہائی خوشی ہوئی اور بحمد اللہ اس کو ہر لحاظ سے کامل پایا۔

حاجتِ مشاطہ نیست روی دل آرام را

وصلی اللہ تعالیٰ علےٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلے ولدہٖ الامیر الکبیر میر سید علی ہمدانی و آلہ اجمعین)

والسلام بالاحترام

خاکسار

شوکت حسین کینگ قادری

رکن انجمن تبلیغ الاسلام جموں و کشمیر

واُستاذ حنفیہ عربک کالج نور باغ سرینگر

یکم ذی قعدۃ الحرام ۱۴۲۳ھ

بسمِ اللہ الرحمن الرحیم

# اظہار تشکر

اہل کشمیر کے محسن اعظم جناب حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ نے اسلامیانِ کشمیر کو نہ صرف دولتِ اسلام سے سرفراز فرمایا بلکہ بقول علامہ اقبالؒ

خطہ را آن شاہ دریا آستین
داد علم و صنعت و تہذیب و دین

دولت ایمان واسلام وعلم صنعت وتہذیب ودین کے ساتھ ساتھ جناب امیرؒ نے اسلامیانِ کشمیر کو "دردوسوز" کی لافانی دولت سے بھی مالا مال فرمایا۔ درد سے میری مراد وہ درد ہے جس کیلئے مفتی طریقت شیخ فریدالدین عطارؒ نے یوں دُعا کی۔

کفر کافر را و دین دیندار را
ذرہَ دردت دل عطار را

اور ساتھ ہی برملا ارشاد فرمایا

قدسیاں را عشق ہست و درد نیست



درد را جز آدمی در خورد نیست

یہ موضوع انتہائی طویل ہے اور اگر اس پر مزید خامہ فرسائی کی جائیگی تو بے شمار صفحات درکار ہوں گے

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کروبیان

دردوسوز کی اس دائمی دولت کو زندہ و پاکیزہ رکھنے کیلئے آپ کی تصنیفاتِ عالیہ میں "چہل اسرار" کی جو مقام حاصل ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل کشمیر نے (جن میں غیر مسلم اربابِ علم بھی شامل ہیں) ہمیشہ سے اس تحفہ بے نظیر کو ورد دل وحرز جان بنایا۔

مگر بد قسمتی سے بیسویں صدی کے اواخر میں فارسی زبان (جو اہل کشمیر کو بمنزلہ مادری زبان تھی) رخصت ہوگی۔ اور چہل اسرار یا دوسرے عرفانی منظومات سمجھنے میں بڑی رکاوٹ پیدا ہوگئی طوطے کی رٹ پڑھنا اب بھی معمول ہے۔ مگر کم ازکم مفہوم سے تھوڑا بہت آشنا رہنا بھی بڑی بات ہے۔

چنانچہ ماضی قریب میں اسی جذبہ کے تحت چہل اسرار کے متعدد تراجم منظر عام پر آئے۔ گذشتہ سال اس حقیر کی سعی سے بھی جمعیت ہمدانیہ جموں وکشمیر کے شعبہ نشر واشاعت نے چہل اسرار مع منظوم ترجمہ کشمیری شائع کیا قلیل مدت میں اسکے دو ایڈیشن ختم ہوگئے۔ مگر پھر بھی اہل اعتقاد اور

علامۃ المسلمین آسان اُردو ترجمہ کے اصرار پر مصر ہوئے۔ خاکسار اسی فکر میں تھا کہ رحمت الٰہی کا ظہور ہوا۔ کارساز ما بفکرِ کار ما

ماہِ رمضان المبارک کی ۱۳ تاریخ کو حضرت خواجہ محمد قائم الدین چتلوؒ کے سالانہ عرس مبارک کے اختتام پر درگاہ، اکملیہ" حول میں بعد نماز عصر ریاست کے سرکردہ دانشور اہل علم وقلم جناب الحاج خواجہ غلام رسول صاحب متو مدظلہ العالی رکن جمعیت ہمدانیہ جموں وکشمیر کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ اور انہوں نے مجھے یہ مژدہ جانفزا سنائی کہ چہل اسرار کا ایک اور ضخیم محققانہ ایڈیشن جو چند سو صفحات پر مشتمل ہے مع اُردو ترجمہ ان کی سعی سے منظرِ عام پر آرہا ہے۔ یہ خبر سُن کر میرا دل باغ باغ ہوا۔ بعد میں رمضان المبارک میں ہی موصوف نے مہربانی فرمائی اور بذات خود دو تین دفعہ تشریف لائے اور ساتھ ہی کتاب چہل اسرار کے اس تازہ ایڈیشن کا Sample Print بغرض مطالعہ عاریتاً مرحمت فرمایا۔ بالآخر موصوف نے میری رائے سے اتفاق فرمایا کہ یہ ایڈیشن خواص اور عظیم ادارہ جات کے محققین کیلئے سودمند ہے علامۃ الناس کا اسے استفادہ کرنا ممکن نہیں۔ لہٰذا خالصاً چہل اسرار کے منتخب متن کے ساتھ اُردو ترجمہ پاکٹ سائز رسالہ کی صورت میں طبع کیا جائے۔ چنانچہ موصوف نے بعد عید الفطر ۳ ماہ شوال المکرم ۱۴۲۳ھ بعد نماز مغرب ریاست کے معروف مشہور وسرکردہ عالم دین جناب مولانا شوکت حسین صاحب کینگ (رکن



انجمن تبلیغ الاسلام جموں وکشمیر واُستاد حنفی عربی کالج) کی موجودگی میں خاکسار کے غریب خانہ پر پاکٹ سائز رسالہ کی صورت میں ایڈیشن صغیر کی اجازت بکمال محبت وشفقت وعلم دوستی وخورد نوازی مرحمت فرما کر مشکور فرمایا۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزا فی الدارین۔

میں جناب متو صاحب کے ساتھ ساتھ جناب مولانا کینگ صاحب کا بھی مشکور ہوں کہ ان حضرات کے تعاون سے شعبہ نشرواشاعت جمعیت ہمدانیہ جموں وکشمیر کے ناظم کی حیثیت سے چہل اسرار کا یہ دیدہ زیب ایڈیشن شائع کرنے کا اہل ہوا۔ اور تنظیم کے سرپرست جناب میرواعظ کشمیر مولانا محمد ریاض احمد ہمدانی مدظلہ کی سرپرستی میں جمعیت کے شعبہ نشرواشاعت اور ادارہ ماہنامہ "ہدایت" جس طرح ترقی کے منزل کی جانب گامزن ہے۔ وہ ان کے کمال خلوص کا ثمرہ ہے۔

حضرت امیرؒ کے سالانہ عرس مبارک کے موقعہ پر اہل اعتقاد کی خدمت میں اب انتہائی عقیدت کے ساتھ یہ تحفہ بے مثال پیش خدمت ہے۔ امید ہے قارئین کرام اپنی آرا سے مطلع فرمائیں گے۔

عبدِ حقیر

خورشید احمد قانون گو

امامِ جمعہ اکملیہ" (حول) مرکزی سکریٹری جمعیت ہمدانیہ جموں وکشمیر

# بسمِ اللہ الرحمن الرحیم

## مقدّمہ

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

### فصل اوّل

ہر ایک آدمی کو اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وقتاً فوقتاً عنایات ہوتی ہیں۔ وہ اکثر ان عنایات کو بھول جاتا ہے۔ مگر کچھ ایسی عنایات ہوتی ہیں جو کہ اس کے دل میں نقش ہو جاتی ہیں۔ اور وہ ان کیلئے عمر بھر کیلئے خدا کا شکر کرتا رہتا ہے۔ اور لوگوں کی طرح مجھے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے وقتاً فوقتاً بے شمار عنایات عطا ہوئیں۔ مگر دو ایسی مہربانیاں ہیں۔ جس کیلئے میں اللہ تعالیٰ کا بہت ہی شکر گزار ہوں ایک وہ جب کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میرے دوست قاضی غلام رسول صاحب کو نومبر ۲۰۰۰ء میں چار وسطی ایشاء کے ملکوں کا دورہ کرنے کے لئے اسباب اور ذرائع فراہم کیے۔ علاوہ اور جگہوں کے ہم نے ترکمانستان میں ایک جگہ کہنہ یورگنج جو کہ شمال میں دوشوز سے ایک سو کلو میٹر دور ازبکستان کی



سرحد کے نزدیک واقع ہے جانے کا موقع ملا۔ یہاں پر بانئ سلسلہ کبرویہ حضرت شیخ نجم الدین احمد کُبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے اور اسی نومبر ۲۰۰۰ء میں اس جگہ سے کافی دور تاجکستان کا ایک شہر ہے۔ کولاب جو دارالخلافہ تاجکستان۔ دوشنبہ سے تقریباً ڈھائی سو کلو میٹر دور اور افغانستان کے سرحد کی جانب ہے۔ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ مبارک پر حاضری دینے کی سعادت حاصل کی۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ مہربانی میں کبھی نہیں بھلا سکتا۔

دوسری مہربانی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے ذاتی طور پر عطا ہوئی ہے۔ وہ یہ کہ اس نے مجھے توفیق دی کہ حضرت امیر کبیر قدس اللہ سرہ کا شاہکار چہل اسرار قارئین کی خدمت میں عموماً اور حضرت امیر کبیر کے شیدائیوں میں خصوصاً پیش کروں۔ مگر یہ نسخہ حتی الامکان صحیح ترین ہو۔ اور اس کا اُردو ترجمہ بھی آسان اُردو میں کیا گیا ہو۔

اس سے مجھے جو خوشی ہوئی۔ وہ احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ اور یہ خوشی مجھے کیوں حاصل ہوئی اس کا تذکرہ عرض کرتا ہوں۔

چونکہ ہمارے خاندان کو سلسلۂ شاہ ہمدان سے ہفت پشتوں سے زیادہ لگاؤ رہا ہے۔ اس لئے بچپن سے ہی ان مجلسوں میں جہاں مجلس مولود قائم کیے جاتے تھے۔ یا سلسلۂ کبروی کے اولیاء کے عرس کے

موقعوں پر چہل اسرار کے غزلوں سے محفلیں قائم کی جاتی تھیں۔ مجھے بھی جانے کا شوق تھا۔ مجھے یاد ہے کہ آج سے پچاس سال قبل جب میں نے یہ معلوم کرنا چاہا کہ چہل اسرار کے غزلوں کا مجموعہ جو ہم ان محفلوں میں پڑھتے ہیں۔ کہاں سے دستیاب ہوسکتا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ ان دنوں چہل اسرار کا وہ نسخہ فارسی زبان میں جو کہ حافظ محمد حسن گاڑیاری نے چھپوایا ہے۔ وہ بازار میں مل سکتا ہے۔ ان دنوں دو مشہور کتب فروش ایک غلام محمد، نور محمد۔ مہاراج گنج سرینگر اور دوسرا غلام احمد کتب فروش۔ زینہ کدل سرینگر۔ ایسی کتابیں فروخت کرنے کا کام کرتے تھے۔ دونوں کے ہاں گیا۔ مگر مجھے چہل اسرار کا مجموعہ نہ مل سکا۔ بہت تگ و دو کی۔ مگر حاصل نہ ہوسکا۔ بہت سے عقیدت مندوں کے ہاں پُرانے طبع شدہ یا خطی نسخے تھے۔ مگر بازار میں دستیاب نہیں تھے۔ چنانچہ جب میں نے اس کا اظہار اپنے مشفق محترم محی الدین نوریؒ کے پاس کیا تو اُنہوں نے بھی کوشش کی۔ مگر نسخہ دستیاب نہ ہوسکا۔ کیونکہ بازار میں عام لوگوں کے لئے دستیاب نہیں تھا۔ حالانکہ اُن کے گھر میں کئی نسخے تھے۔ چنانچہ محترم نوری صاحب نے مجھے کہا کہ میں مرحوم غلام محمد گاڑیاری جو کہ حافظ محمد حسن کے خاندان سے تھے۔ کے گھر واقعہ گانکھن۔ سرینگر جاؤں۔ اور دیکھ لوں کہ ان کے پاس فارسی چہل اسرار مل سکتا ہے یا نہیں چنانچہ میں



وہاں گیا۔ اور ان سے درخواست کی کہ مجھے ایک چہل اسرار کا نسخہ عنایت کریں۔ انہوں نے فرمایا کہ سب نسخے ختم ہوگئے ہیں اور ان کے پاس بالکل نہیں ہیں۔ اُنہوں نے اپنے کتب خانے میں بھی دیکھا مگر کوئی نسخہ نہیں ملا۔ اپنی مایوسی کا اظہار کر کے میں نے انہیں اپنے والد محترم کا نام لے کر یہ درخواست کی کہ کہیں نہ کہیں سے ایک نسخہ مجھے ضرورت ملنا چاہئے۔ آخر کار میرے اسرار پر انہوں نے اپنی ہی فائل سے اپنا نسخہ مجھے عنایت کیا۔ جو کہ اب بھی میرے پاس موجود ہے۔ اور مجھے خوشی ہوتی ہے کہ میں اس نسخہ کی فوٹو کاپی اس کتاب میں شامل کر رہا ہوں۔

اس کے بعد ایک نسخہ منظر عام پر آیا۔ یہ فارسی نسخہ بمعہ کشمیری ترجمہ از ولی اللہ متو بازار میں دستیاب تھا۔ اس کے بعد ایک اور نسخہ کشمیری زبان میں ترجمہ کیا ہوا ملا۔ ایک غلام حسن عارف بیگ صاحب کا اور دوسرا پیر کبیر شاہ صاحب کا تھا۔ جو شرح چہل اسرار کی شکل میں ملنے لگا۔ مگر بحیثیت عام چہل اسرار باقاعدہ کتابی شکل میں بازار میں نہیں ملتا تھا۔ البتہ عقیدت مندوں خصوصاً خاندان کاملی حضرات۔ نوری حضرات اور امام خانقاہِ معلیٰ طفیل۔ مجلسوں اور عرس شریف ایشان شیخ یعقوب صرفیؒ شیخ اکمل الدین بیگ خان بدخشی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت خواجہ حبیب اللہ عطارؒ۔ یا خواجہ حبیب اللہ نوشہریؒ ۔ حضرت شاہ قاسم حقانیؒ اور دیگر

حضرات کے عرس شریفوں پر چہل اسرار کے چند منتخب غزلوں کا ضرور باقاعدہ طور پر ذکر ہوتا تھا۔ جس سے لوگوں میں دلچسپی جاری رہی۔ مگر چونکہ اب فارسی زبان کا استعمال کم سے کم ہوتا گیا۔ اور اب تو بالکل ختم ہی ہو رہا ہے۔ اس لئے نوجوان طبقوں میں چہل اسرار کے غزلیات کم ہی پڑھے جاتے ہیں۔

ظاہر ہے جب فارسی زبان کے طالب علم اب نہ ہونے کے برابر ہیں۔ کیونکہ اگر وہ پڑھ بھی لیں۔ تو نوجوانوں کیلئے اس میں آئندہ کیلئے کوئی معاشی مستقبل نظر نہیں آتا ہے۔ اس لئے اب تو فارسی کوئی پڑھتا نہیں ہے۔ بایں ہمہ عقیدت مندی کے طفیل نوجوان ابھی بھی مجلسوں میں شمولیت کرنے کی وجہ سے کچھ غزلوں کو یاد کرتے ہیں۔

چنانچہ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ اس بات کا احساس ہوا کہ چہل اسرار کو فارسی کے ساتھ اردو زبان میں بھی ترجمہ کیا جائے۔ تاکہ نوجوان اس کو پڑھ کر سمجھ سکیں۔ مجھے اس بات کو کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ اس میں خاطر خواہ ترقی نہیں ہوئی میرے خیال میں اس سلسلے میں پہلی کوشش سید قطب الدین ماہر صاحب۔ رتنی پورہ۔ پلوامہ کی طرف سے کی گئی۔ انہوں نے اپنے مرشد پیر حفیظ اللہ صاحب کے ایما پر ایک شرح چہل اسرار کی اُردو میں لکھ دی میرے نزدیک یہ



نہایت کامیاب کوشش تھی۔ میں اس شرح اور اُردو ترجمے سے متاثر ہوا ہوں۔ یہ کوشش آج سے پندرہ سال پہلے کی گئی تھی۔ میں نے جناب قطب الدین ماہر کے ساتھ ملاقات بھی کی ہے۔

شرح کے بارے میں ایک دِقت یہ آتی ہے۔ کہ کسی مجلس میں اگر چہل اسرار کی غزل پڑھی جائے تو ایک نوجوان کو اس وقت ہی جب کہ مجلس میں غزل پڑھی جا رہی ہو۔ تو ایک شرح کو ہاتھ میں رکھ کر اس کو سمجھ میں نہیں آ سکتا ہے۔ ہاں۔ گھر میں بیٹھ کر اگر وہ غزل پڑھے اور شرح کی روشنی میں اس کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔ چنانچہ میرے دل میں خیال آیا کہ چہل اسرار کا نسخہ ہاتھ میں ہو اور نوجوان سامنے اس کا اُردو ترجمہ دیکھ لے۔ تو اس کو وہ شعر اسی وقت سمجھنے کا موقع مل سکتا ہے۔

اس اثناء میں اور بھی کوششیں کی گئیں۔ ڈاکٹر مسعودی صدر شعبۂ فارسی کشمیر یونیورسٹی نے چہل اسرار کا بہ یک وقت اُردو، کشمیری اور انگریزی ترجمہ کر کے ایک کتاب بازار میں لائی۔ ڈاکٹر مسعودی نے اتنی زبانوں میں ترجمہ کرنے کیلئے ایک بہت بڑی ذمہ داری اپنے اوپر لے لی۔ میرے خیال میں ایک شعر کا ترجمہ کرنا اور وہ بھی چار زبانوں میں بہت ہی مشکل کام ہے۔ تاہم انہوں نے ایسا کیا۔ اور ایک کتاب

ہمارے سامنے آئی۔ اس سے وہ نقطہ نظر پورا نہ ہو سکا۔ جو کہ اوپر بیان کر چکا ہوں تاہم اپنی بساط کے مطابق اُنہوں نے جو کچھ کر سکتے تھے۔ انہوں نے کیا۔

میرے دل میں یہ کھٹک کہ نوجوان طبقہ چہل اسرار کی فارسی شعر کو پڑھ کر بالکل سامنے ہی اُردو میں اس کا سہل اور آسان ترجمہ پڑھے۔ تو اس کی ضرورت کو ہم پورا کر سکتے ہیں۔

چنانچہ میں نے پہلی کوشش یہ کی کہ چہل اسرار کا اردو ترجمہ آسان زبان میں کیا جاسکے۔ اس لئے میں نے ایک نسخے کے شعر لکھ کر الگ الگ دو تین آدمیوں کو دہلی میں دیئے۔ تاکہ وہ اس کا اُردو ترجمہ کریں۔ بڑی کوشش کے بعد اور کافی عرصہ انتظار کرنے کے بعد مجھے پروفیسر نثار احمد فاروقی صاحب جو کہ دراصل دہلی یونیورسٹی کے شعبہ عربی کے سربراہ ہیں۔ اور جن سے میں نے خواجہ حسن ثانی نظامی کے ایماء پر رجوع کیا تھا۔ اور انہیں ایک نسخہ ترجمہ کرنے کیلئے دے دیا۔

انہوں نے بڑی محنت کی۔ اور مجھے وہ ترجمہ دے دیا دوسرے اصحاب نے انتظار کروا کر بھی کوئی مدد نہیں کی۔ کشمیر پہنچ کر میں نے پروفیسر فاروقی کے ترجمہ کا باضابطہ مطالعہ کیا۔ اسی دوران مجھے جناب قطب الدین ماہر کے شرح چہل اسرار کی کاپی دستیاب ہوگئی۔ اس کا میں



نے بغور معائنہ کیا۔ ماہر صاحب نے یہ شرح کرنے میں کافی محنت کی ہے۔ پھر میں نے الگ الگ ماہر صاحب اور پروفیسر فاروقی صاحب کے ترجمہ کا تقابلہ کیا مجھے یہ لگا کہ ان دونوں نسخوں کا اگر امتزاج کیا جائے تو ٹھیک ہوگا چونکہ فاروقی صاحب کا اُردو ترجمہ فارسی زدہ تھا۔ اور ماہر صاحب کا آسان اُردو۔ شرح کرنے میں کہیں فاروقی صاحب اور ماہر صاحب کے درمیان فرق تھا۔ چنانچہ ایک دوست کے ساتھ مل کر ایک خوبصورت امتزاج کرنے کی کوشش کی۔ کسی شعر میں اگر پہلا حصہ ماہر صاحب کا پسند آیا تو دوسرا حصہ فاروقی صاحب کا۔ یا اگر فاروقی صاحب کا پہلا تو ماہر صاحب کا دوسرا حصہ پسند آیا۔ اسکے بعد میں نے جو ہماری نظر میں اس امتزاج کی آخری شکل تھی۔ اس پر فیصلہ کرنے کیلئے یہ ترجمہ کسی اور صاحب کو دیا جائے تاکہ وہ اپنا فیصلہ صادر کرے۔

میری یہ رائے ہے کہ ترجمہ اصل نہیں ہوتا۔ اور کبھی بھی یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ ترجمہ اصل کے برابر ہو سکتا ہے۔ چنانچہ جب ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور کو اپنے شاہکار گیتا نجلی پر دنیا کا نوبل انعام دیا گیا۔ دنیا کا اتنا بڑا انعام حاصل کرنے کے بعد اُنہوں نے کہا۔ کہ یہ انعام مجھے گیتا نجلی کے انگریزی ترجمہ پر ملا ہے مگر انہیں خوشی ہوتی۔ اگر انہیں یہ انعام ان کی کتاب کی بنگالی زبان پر ملتا جس میں انہوں نے یہ کتاب

لکھی تھی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ کتنی بھی کوشش کی جائے۔ ترجمہ اصل نہیں ہوتا۔ دُنیا کے کئی اور مصنفوں نے ترجمہ اور اصل کے فرق کو اجاگر کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ عارفانہ کلام کو ترجمہ کرنا اور بھی مشکل ہے۔ اور میرا یہ ذاتی تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ عارفانہ کلام کو ترجمہ کرنا کوئی معمولی کام نہیں ہے۔

اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک آدمی اپنی سمجھ اور بساط کے مطابق عارفانہ کلام کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر اس آدمی کی بصیرت اُونچی ہو اور تجربہ دیرپا تو وہ اسی سوچ کے مطابق اس کا ترجمہ کریگا اور اور جو نیا نوجوان اس کو پڑھ لے تو اس معیار کے ترجمہ کو سمجھنا اس کی لیاقت سے باہر ہے۔ آج کل نوجوان ایک تنقیدی قسم کا نوجوان ہے۔ وہ اگر کوئی لفظ کسی زبان میں پڑھ لے۔ تو اس کو ترجمہ میں وہ لفظ ضرور ملنا چاہئے۔ اس لئے ترجمے کے سائنس میں آج کل یہ رواج ہے کہ حتی المقدور الفاظ کا ترجمہ ہو اور یہ پڑھنے والے پر منحصر ہے کہ وہ کہاں تک اس کو سمجھ سکتا ہے۔ وقت اور تجربے کے ساتھ عارفانہ کلام کو سمجھنے میں وہ خود بخود تبدیلی لا سکتا ہے اونچے معیار کا ترجمہ شروع کرنے والوں کیلئے مناب نہیں رہتا۔

اس کے بعد کیا ہوا۔ وہ ایک دلچسپ کہانی ہے عرض کئے دیتا



ہوں۔

۲۰۰۱ء کے دسمبر کے مہینے میں سفارت خانہ ایران جو کہ دہلی میں واقع ہے۔ وہاں کے کتب خانہ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ تو مجھے ایک ضخیم کتاب بنام:

احوال آثار و اشعار میر سید علی ہمدانی باشش رسالہ از وے

(چاپ دوم)

از دکتر محمد ریاض

تاریخ: ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء

صفحات: ۵۸۵ دستیاب ہوئی

یہ نہایت شاندار کتاب ہے اور فارسی زبان میں ہے۔ اس کتاب سے شاہ ہمدان کی شخصیت کے کئی زاویے آشکار ہوتے ہیں۔ آگے چل کر اس کتاب کے باب ششم میں ''مجموعہ اشعار میر سید علی ہمدانی'' کے عنوان کے تحت یہ فقرہ پڑھنے کو ملا۔ کہ میں (ڈاکٹر محمد ریاض) نے ۱۳۴۷ ہجری میں ایک بار خانم ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر کے ساتھ تصحیح کر کے چہل اسرار کا فارسی نسخہ چھاپ لیا تھا۔ اس کے بعد اب یہ دیکھا گیا کہ کئی اشعار میں اختلاف ہے چنانچہ میں نے فیصلہ کیا کہ مکمل تحقیق کے بعد صحیح فارسی متن کو مرتب کر لوں۔ اور اس نسخے کو اس کتاب

میں چھاپ لوں۔ چنانچہ اس سلسلے میں چہل اسرار کے کئی اور فارسی نسخے میں نے اچھے طرح سے مطالعہ کئے وہ یہ ہیں:-

۱۔ چہل اسرار طبع امرتسر ۱۳۳۳ھ

۲۔ نسخہ خطی برٹش میوزم ۳۹ غزل ہیں

۳۔ تذکرہ علائی از خواجہ شہاب الدین عبداللہ مروارید در کتاب خانہ مرکز دانشگاہ تہران۔

۴۔ نسخہ خطی متعلق بہ کتاب خانہ ملی۔ تہران نوشتہ ۱۰۷۹ھ

۵۔ نسخہ خطی از آقائی از آقائی میرزا جعفر سلطان القرائی تبریزی، چاپ در ۸۶۶ھ۔

۶۔ مجموعہ آتشکدہ وحدت با دیوان مستان شاہ کابلی چاپ جموں۔ ۱۳۱۵ ہجری

۴۱۔ غزل مخمس

اس سے پہلے جو چہل اسرار کا فارسی متن ڈاکٹر سیدہ اشرف صاحبہ کے ساتھ مل کر انہوں نے چھاپا تھا۔ وہ دنیا میں اور کئی نسخوں سے جن میں نسخہ خطی در کتاب خانہ مرکز طہران کتب خانہ' فرہنگستان تاشقند۔ اور دیگر نسخوں سے استفادہ کیا تھا۔ مگر اس آخری اور صحیح نسخہ کیلئے مندرجہ بالا نسخوں کا استعمال بھی کیا گیا ہے۔



چنانچہ ڈاکٹر محمد ریاض کتاب کے مقدمے میں فرماتے ہیں:-

"کہ اس چھاپ میں ان تمام غلطیوں کو دور کیا گیا ہے۔ اور ہر شعر کے ایک ایک لفظ کو اپنی صحیح ترین اور بہترین مشکل میں پیش کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی ضروری سمجھا گیا کہ کوئی شعر بھی قلم سے نہ رہ جائے جو پہلے کئی اور نسخوں میں دیکھا گیا ہے ان کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے تمام ۴۱ غزل اور کچھ رباعیات اس کتاب میں اپنی اصلی شکل میں پیش کی ہیں۔ تاکہ صحیح شکل قارئین کے سامنے آجائے۔

اس کتاب میں جو ۴۱ غزل لکھے گئے ہیں۔ میں نے انہیں غور سے پڑھا اور طبیعت خوش ہوگئی۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے میں کسی شعر کے صحیح ہونے کا کسی فرد واحد پر انحصار نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بلکہ یہ کئی آدمیوں کی مشترکہ سوچ کا یا ایک عالم ریسرچ اسکالر کی کوششوں کا نتیجہ ہو آپ خود دیکھ لیجئے کہ ڈاکٹر محمد ریاض نے چہل اسرار فارسی کو جو نسخہ ۱۳۴۷ ہجری میں ڈاکٹر سید اشرف ظفر کے ساتھ شائع کیا تھا۔ اس کو تحقیق کے بعد صحیح کر کے دوبارہ شائع کرتا ہے کہ پھر ان تمام ۴۱ غزلوں کو اپنی ضخیم کتاب میں الگ باب کی شکل میں جگہ دیتا ہے مجھے خوشی ہے کہ میں اس نسخہ کی فوٹو سٹیٹ کاپی اس کتاب میں شامل کر رہا ہوں۔ تاکہ قارئین بھی وہ دیکھ کر محفوظ ہو جائیں۔ اس کتاب کو دیکھ کر مجھے محسوس ہوا کہ اللہ

تعالیٰ مجھے اپنے پہلے فیصلے پر نظر ثانی کرنے کیلئے اسباب فراہم کر رہا ہے
تاکہ میں اپنے چہل اسرار کے منصوبے کے پایۂ تکمیل تک پہنچا سکوں۔

جب اس نسخے کے ایک شعر کو مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ تو میں
نے سوچا کہ ان کا تقابلہ اپنے کچھ نسخوں کے ساتھ کروں۔ حالانکہ میرے
پاس کئی نسخے تھے۔ میں نے ۱۹۷۵ء میں خدا بخش لائبریری پٹنہ سے
''دیوان علائی'' کے نام سے چہل اسرار کے نسخے کی مائکروفلم حاصل کی
تھی۔ وہ بھی میرے پاس تھی۔ اس کے علاوہ مجھے تاجکستان میں دوشنبہ
میں ڈاکٹر سلطانوف نے ایک نسخے کی فوٹوسٹیٹ کاپی دی جس کا ماخذ
دوشنبہ ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور نسخہ جو کہ پاکستان میں گلگت میں
چھاپ ہوا تھا۔ اور دوشنبہ میں ڈاکٹر موصوف نے اس کی ایک فوٹوسٹیٹ
کاپی مجھے دی۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی نسخے تھے۔ چنانچہ میں نے تقابلہ
کرنے کیلئے ایک چہل اسرار فارسی از گازیاری صاحب جس کا ذکر اوپر
کیا گیا ہے۔ اور جس کی فوٹو کاپی بھی اس کتاب میں شامل ہے۔ ایک وہ
چن لی۔

برادرم نذیر احمد کاملی نے فارسی کے ۲۱ نسخے جمع کیے تھے۔
سوچا کہ ان ۲۱ نسخوں کی نچوڑ کیا ہے۔ ان میں سے ۴۰ غزلوں کے فارسی
متن انہوں نے مجھے دیے تھے۔ چنانچہ اس منتخب شدہ متن کا بھی تقابلہ



ہو۔ قاضی رسول صاحب نے برٹش میوزم کے نسخہ چہل اسرار کی کاپی مجھے
دی تھی۔ وہ بھی میں نے لی۔ اور آخر میں ڈاکٹر محمد ریاض نے تحقیق کے
بعد آخری طور پر جو متن فارسی کا منتخب کیا ہے۔ وہ لے لیا جائے۔ نسخہ
گازیاری جو کہ ہمارے کشمیر میں رائج تھا۔ اور زیادہ لوگ اسی سے واقف
تھے۔ میں صرف ۴۰ غزل ہیں۔ جب کہ نسخہ ڈاکٹر محمد ریاض میں ۴۱ غزل
ہیں۔ نسخہ گازیاری کے کل ۳۶۰ (ابیات) ہیں۔ مگر نسخہ محمد ریاض میں
۳۷۹ ابیات ہیں۔ فارسی کے اس آخری نسخہ گازیاری کے مقابلے میں کئی
جگہوں پر فرق ہے۔ جس کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

۱۔ نسخہ گازیاری میں ایک غزل کم ہونے کے علاوہ دیگر غزلوں میں بھی فرق ہے ۴۱ غزلوں کے بجائے ۴۰ غزل ہیں۔ اور اس طرح ۹ شعروں کا فرق پڑ جاتا ہے۔

۲۔ آخری شکل کے غزل نمبر ۲ میں گازیاری میں دو کم ہیں۔ نسخہ ریاض احمد میں ۱۱ شعر ہیں۔ اور گازیاری میں ۹ شعر ہیں۔

۳۔ غزل ۲۴ میں بھی گازیاری میں دو کم ہیں۔

۴۔ غزل ۱۴ میں بھی نسخہ گازیاری میں دو کم ہیں۔

۵۔ غزل ۲۹ میں ایک شعر گازیاری میں کم ہے۔

۶۔ غزل ۳۱ میں ایک شعر گازیاری میں کم لکھا ہے۔

۷۔ غزل ۲۴ میں ایک شعر گاڑیاری میں کم لکھا ہے۔

۸۔ غزل ۳۵ میں دو کم ہیں اس طرح ۲۰ شعر کم لکھے گئے تھے۔ جو اس نسخے میں شامل کئے گئے ہیں۔ البتہ نسخہ گاڑیاری اور نسخہ برٹش میوزم میں ایک شعر ایسا ہے جو کہ ڈاکٹر محمد ریاض کے نسخے میں نہیں ہے۔ اس شعر کو اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ فارسی نسخہ کے باقی نسخوں میں بھی فرق ہے۔ کسی میں کم اور کسی میں زیادہ ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض صاحب کی تحقیقاتی کوشش کا قارئین اس طرح سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ نسخہ گاڑیاری میں فارسی میں ۳۶۰ اشعار کے بجائے اصل میں ڈاکٹر ریاض صاحب کی تحقیق کے مطابق ۳۷۹ اشعار ہیں۔ اور جو ۳۶۰ اشعار نسخہ گاڑیاری میں فارسی زبان میں ہیں۔ ان میں سے ڈاکٹر ریاض کی تحقیق کے بعد ۱۸۲ جگہ پر تبدیلی کرنی پڑی۔ جو کہ آپ مشمولہ کاغذات کی رو سے خود بھی دیکھ سکتے ہیں۔ اور اس کوشش کی اہمیت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

یہ کتاب شائع کرنے کے سلسلے میں مجھے خود نمائی کا کوئی احسان نہیں کیونکہ جو عزت اللہ تعالٰی نے شاہ ہمدان کے طفیل مجھے عطا کی ہے۔ میرے لئے بہت ہے اس کتاب کو لکھنے میں کوئی برتری کا احساس یا جسے Upmanship کہتے ہیں۔ ہرگز نہیں ہے۔ میرا ایک ہی



مقصد ہے کہ چونکہ چہل اسرار کا مستند نسخہ معہ اُردو ترجمہ بازار میں نہیں ہے اور اسے چھاپا جائے تا کہ چہل اسرار کا پیغام اہل کشمیر کو عموماً اور عاشقان شاہ ہمدان کو خصوصاً ملتا رہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ چہل اسرار کا فارسی متن جو ڈاکٹر محمد ریاض کا ہے وہ اب تک کی تحقیق کے مطابق مستند اور قابل اعتبار ہے۔ اگر تحقیق کے بعد فارسی متن کے بارے میں اور کوئی مواد حاصل ہو جائے تو اس پر غور کیا جا سکتا ہے اور تبدیلی کی اگر ضرورت پڑے تو کی جا سکتی ہے۔ تب تک اس فاروی متن کو آخری سمجھا جائے۔

اس نسخہ کا اُردو ترجمہ کسی ایک فرد نے نہیں کیا ہے۔ ڈاکٹر نثار احمد فاروقی۔ قطب الدین ماہر۔ نذیر احمد کاملی۔ ڈاکٹر یونس جعفری اور ڈاکٹر محمد فیروز اور کئی لوگوں کی مشترکہ کوششوں کا نتیجہ ہے اور اگر کسی خاص آدمی کو اس کا کریڈٹ دیا جائے۔ تو میں پہلے قطب الدین ماہر کو اور پھر ڈاکٹر محمد فیروز کو دوں گا جن کی کوششوں سے یہ کام تکمیل ہوا ہے۔

اُردو ترجمہ میں تبدیلی کی گنجائش ہے۔ کیونکہ اُردو کا محاورہ وزیر بروز بدلتا رہتا ہے۔ اور اس کو آسان سے آسان تر کیا جا سکتا ہے۔ اس اُردو ترجمہ کو تبدیل کرنے کیلئے ایک بات کا خیال رکھنا ہے کہ یہ تبدیلی ”تبدیلی برائے تبدیلی“ نہ ہو۔ مگر نئی چیز سامنے آئے۔ وہ یہ کہ

''خوب سے خوب تر'' ہو۔ انگریزی میں بھی ترجمہ کیا جائے تو بہتر رہے گا۔

تحقیق اور تجس ایک دائمی عمل ہے۔ اس لئے مزید تحقیق کے بعد تبدیلی کرنی ہو۔ تو کی جاسکتی ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا کہ ڈاکٹر محمد ریاض کو اپنا ہی فارسی متن چہل اسرار کا تحقیق کے بعد خود تبدیل کرنا پڑا میں بھی خود ڈاکٹر ریاض احمد کے فارسی متن میں ایک دو ایک جگہ اختلاف کرسکتا تھا۔ مگر اس خیال سے کہ میرے پاس اپنے حق میں دلیل دینے کیلئے کچھ نہیں ہے میں نے ان کا سارا فارسی متن من وعن قبول کیا۔ البتہ ''خوب سے خوب'' تر کی تلاش میں ایک شعر کو جو کہ ڈاکٹر ریاض احمد خان کے فارسی نسخے میں نہیں تھا۔ مگر دوسرے نسخوں میں تھا۔ اپنی کتاب میں شامل کرلیا۔ وہ غزل ۷۔ میں شامل ہے سو تحقیق کیلئے اپنی آنکھیں ہر وقت کھلی رکھنی چاہیے۔ یہ کتاب صرف بنیاد کا کام دے سکتی ہے۔ مکان بننے کے بعد اسکے رکھ رکھاؤ اور بناؤ سنگار کو ہر وقت تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ شکر ہے کہ ہم سب کی مشترکہ کوششوں سے مکان کی بنیاد پڑ گئی ہے۔

اگر اس کتاب کے متعلق کسی معزز قاری کو اس چہل اسرار کے جس کا فارسی میں آخری شکل دی گئی ہے کے کسی شعر میں اختلاف ہو۔ تو



وہ آزاد ہے کہ کسی شعر کا یا سارے غزلوں کا وہ متن قبول کرے جو کہ نسخہ گازیاری میں ہے۔ یا اور دیگر نسخوں میں ہے اس لئے یہ سب نسخے اس کتاب میں شامل کئے گئے ہیں۔ کہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔ اور وہ جو شعر اپنی صوابدید کے مطابق صحیح سمجھتا ہے۔ اسی کو اپنا لے۔ کیونکہ جیسے کہ آخری شکل بھی ایک تحقیق کا نتیجہ ہے پہلے نسخے بھی کئی پہلے نسخے سے نقل کئے گئے ہیں۔ تقابلہ کا چارٹ قارئین کو اس میں کافی مدد دے سکتا ہے۔ جب تک تحقیق کے بعد کوئی اور چیز ہمارے سامنے نہ آئے تب تک ڈاکٹر محمد ریاض کا نسخہ ہماری مشعل راہ رہے گا۔ خیال آیا کہ فارسی غزل مع اُردو ترجمہ ایک ہونے سے پمفلٹ کی شکل میں ضخیم کتاب کے ساتھ شامل کیا جائے تا کہ عاشق جب محفلوں میں جانے کیلئے چلے تو یہ پمفلٹ پارسل جیب میں رکے۔

چنانچہ اسی جذبہ کے تحت میں نے عزیزم خورشید احمد صاحب کو شعبہ نشر واشاعت جمعیت ہمدانیہ جموں وکشمیر کیلئے پاکٹ سائز ایڈیشن چھاپنے کی اجازت دی۔

# فصل دوم

## کچھ مئولف کے بارے میں

حضرت میر سید علی ہمدانی قدس اللہ سرہ العزیز ۱۲، رجب ۱۴ءکو ہمدان (ایران) میں پیدا ہوئے۔ وہ سادات خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ہمدان میں یہ سادات کئی سو برس پہلے آکر بس گئے تھے۔
ان ہی حالات میں حضرت سید شہاب الدین ہمدانی حاکم وامیر ہمدان کے ہاں میر سید علی ہمدانی پیدا ہوئے۔ اور والد بزرگوار کی طرف سے یہ سلسلہ ۱۷ ویں پشت پر حضرت علی کرم اللہ تعالی سے جاملتا ہے۔ اور والدہ کی طرف سے بھی وہ حضرت علی سے ہی جاملتا ہے۔ اس طرح سے دونوں جانب سے سید ہیں۔
حضرت سید علی ہمدانی خود فرماتے ہیں۔ کہ
''میں نے اپنے والد کے کام کی طرف دھیان نہیں دیا۔



کیونکہ وہ ہمدان میں حاکم تھے۔ اور امیروں اور بادشاہوں کی طرف اُن کا التفات تھا'' حضرت سید علی ہمدانی کو اپنی والدہ فاطمہؒ کی طرف سے اور خالو سید علاء الدولہ سمنانی کی طرف سے تربیت ملی۔ حضرت امیر کبیر کے تین اور بھائی اور دو بہنیں تھیں۔
حضرت علاء الدولہ سمنانی سے پہلے قرآن مجید حفظ کیا اور پھر دوسرے علوم اسلام کی طرف توجہ مبذول کرلی۔ اور ان علوم میں کافی مہارت حاصل کی۔ سلوک باطنی حاصل کرنے کیلئے علاء الدولہ سمنانیؒ نے شاہ ہمدان کو مردِ متقی ابوالبرکات تقی الدین علی دوستی جو کہ اُن کے مرید تھے۔ کے ہاں بھیج دیا۔ وہ کہتے تھے کہ علی دوستیؒ میرے محبوبوں میں سے ہیں۔ بارہ سال کی عمر میں ہی شاہ ہمدان نے مشاہدہ کیا۔ کہ علی دوستی خلوت میں جاتے تھے۔ کچھ بولتے رہتے تھے۔ اور ساتھ میں سر ہلاتے رہتے تھے۔ حضرت شاہ ہمدان نے اُن سے پوچھا کہ ''یہ کون سا کام آپ سرانجام دیتے ہیں''۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ اس کو ذکر کہتے ہیں۔ حضرت شاہ ہمدانؒ نے دوبارہ پوچھا کہ ''اس عمل میں کیا سر ہلانا ضروری ہے۔'' جواب ملا۔ کہ ہاں'' مجھے شیخ محمود مزدقانیؒ نے یہی تعلیم دی ہے۔'' حضرت شاہ ہمدان نے اُن سے کہا''۔ کہ کیا وہ بھی ذکر سیکھنے کی طرف مائل ہوجائیں۔ کچھ دن تامل کے بعد اُنہوں نے کشف

میں دیکھا۔ کہ حضرت رسول اکرم ﷺ ایک بلند جگہ پر بیٹھے ہیں۔ سید علی ہمدانی کوشش کرتے ہیں۔ کہ وہ بھی وہاں پہنچ جائیں۔ مگر ایسا نہ کر سکے۔ آخر میں رسول اللہ ﷺ نے شاہ ہمدان کو بتایا۔ کہ ''تم شیخ محمود مزدقانیؒ کے ہاں جاؤ۔ وہی تم کو اس مقام پر پہنچ دیگا۔''

اُنہوں نے شیخ علی دوستیؒ کو یہ ماجرا سنایا۔ اور اُن سے التماس کی کہ وہ اُن کو شیخ مزدقانی کے ہاں لے جائیں۔

جب شیخ مزدقانی کے پاس گئے۔ تو اُنہوں نے کہا کہ ''اگر مخدومی کیلئے آئے ہو تو میں تیار ہوں''۔ اور اگر مریدی کی غرض سے آئے ہو تو اِس سیاہ غلام جو کہ خانقاہ کا صفائی کرنے والا ہے۔ اس کے سامنے اُس کا جوتا رکھا کرو۔ اور پھر تم مقصد حاصل کر سکتے ہو۔ اور دوسروں کے سامنے بھی جوتے رکھا کرو۔ چونکہ سید علی ہمدانیؒ خدمت کیلئے آئے تھے۔ اس لیے اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور ذکر بھی ایک سال کیلئے کرتے رہتے۔

مگر اُنہیں حضور حاصل نہ ہوا۔ ایک روز شیخ مزدقانی سے کہا۔ کہ وہ خانقاہ کی صفائی کا کام اُنہیں دیں۔ اور صفائی کرنے والے کو اپنے ساتھ ذکر میں شامل کریں۔ شیخ مزدقانیؒ نے کہا کہ ''صفائی کرنے والا تو خانقاہ کو پاک کرتا ہے۔ مگر تو اپنے نفس کو پاک نہیں کر سکا۔ ہمت بلند



رکھو۔ تا کہ تجھے اپنا مقصد مل جائے۔''

چنانچہ وہ ذکر اور خلوت میں دوبارہ ہمت سے غرق ہو گئے۔

اس کے بعد شیخ نے دیکھا کہ سید علی ہمدانیؒ ذکر میں اتنا مستغرق ہو جاتے ہیں۔ کہ ذکر سننے کرنے کی طاقت نہیں رہتی۔ اُنہوں نے حکم دیا۔ کہ سید علی کے سامنے بآواز بلند ذکر نہیں کرنا چاہئے۔ کہیں۔ اس سے ان کو تکلیف نہ پہنچے۔ اس کے بعد بھی سید علی ہمدانی کو تین اور مہینے کیلئے اسی آزمائش میں ڈال دیا۔ اس عرصے میں اُن کو کھانے کیلئے صرف اتنا ملتا تھا۔ جو کہ صرف زندہ رہنے کیلئے کافی ہوتا۔ اور بھی بہت آزمائشوں سے ان کو آزمایا گیا۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ

''ایک دن میں حضرت محمود مزدقانیؒ کے ساتھ سفر میں تھا۔ اور وہ اوروں کے ساتھ روزہ دار تھے۔ سید علیؒ کے ہاتھ پانی دیا گیا تھا۔ جو روزہ داروں کو روزہ کھولنے کے وقت دیا جائیگا۔ عصر کی نماز کے وقت ایک ماشکی یعنی سقہ آیا۔ اور اس نے ان میں سے پانی نکال لیا۔ یہاں سے چھ فرسنگ کے قریب وہ کنواں تھا۔ جہاں سے یہ پانی ملتا تھا۔ چنانچہ وہ دوبارہ گئے۔ اور پھر پانی بھر کے لایا۔ تا کہ افطار کے وقت روزہ داروں میں تقسیم فرسنگ کے قریب وہ کنواں تھا۔ جہاں سے یہ پانی ملتا تھا۔ چنانچہ وہ دوبارہ گئے۔ اور پھر پانی بھر کے لایا۔ تا کہ افطار کے وقت

روزہ داروں میں تقسیم کیا جائے۔ حضرت محمود مزدقانیؒ کی خانقاہ میں حضرت امیر کبیرؒ ہفتے میں دوبار محفل سماع میں شامل ہوتے تھے۔ اور باقی دن خلوت اور ذکر میں گذارتے تھے۔

چنانچہ ایسا ہی وہ چھ سال تک حضرت مزدقانیؒ کے ہاں کرتے رہے۔

شیخ محمود مزدقانی کے ذریعے چھ واسطوں سے سید علی ہمدانیؒ کا سلسلہ شیخ نجم الدین احمد کبریٰؒ۔ بانی سلسلہ کبرویہ کے ساتھ ملتا ہے۔ وہ اس طرح ہے۔

۱۔ شیخ شرف الدین محمود مزدقانی ۲۔ شیخ علاء الدولہ سمنانی
۳۔ شیخ نورالدین عبدالرحمٰن آسفراینی ۴۔ شیخ جمال الدین احمد الجورنانی
۵۔ شیخ رضی الدین علی لالہ غزنوی ۶۔ شیخ نجم الدین احمد کبریٰ

فتوت میں بھی سید علی ہمدانی کا سلسلہ شیخ کبریٰ کے ساتھ ملتا ہے فتوت میں سید علی ہمدانیؒ ابوالمیامن نجم الدین محمد بن ازکانی کے مرید ہیں وہ بھی حضرت علاء الدولہ سمنانیؒ کے مرید تھے۔

حضرت شیخ اذکانی نے ہی حضرت سید علی ہمدانی کو خرقۂ فتوت کے علاوہ۔ درفش مبارک (یعنی جھنڈا) رسول اللہ کا اور ستون خیمہ



آنحضرت دیا تھا۔ جو بقول تاریخ کبیر اس وقت خانقاہ معلیٰ سرینگر میں موجود ہے۔ سلسلہ فتوت۔ شیخ ازکانی سے پہلے شیخ محمد بن حنبل کے پاس تھا۔ اس سے پہلے شیخ نورالدین سالار کے اور اس سے پہلے شیخ رضی الدین علی لالہؒ کے پاس تھا۔ یہ شیخ نجم الدین کبری سے ملتا ہے۔

اس طرح سید علی ہمدانی کو طریقت اور فتوت دونوں شیخ کبریٰ سے ملے تھے۔ شیخ علی دوستی سال ۷۳۲ھ میں انتقال فرما گئے۔ اور سید علیؒ دوبارہ شیخ محمود مزدقانی کے پاس چلے گئے۔ اس کے بعد شیخ مزدقانیؒ نے اس سے کہا۔ کہ اب میرے پاس مریدی کیلئے آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اس لئے آپ عالمی سیر و سیاحت کیلئے چلے جائیے۔

حضرت امیر کبیر کی مسافرت کا زمانہ ۷۳۳ھ میں شروع ہوا۔ جب اُن کی عمر شریف ۲۰ سال کی تھی۔ اور ۷۵۳ھ میں ختم ہوا۔ اور اس طرح یہ مسافرت کا زمانہ تقریباً بیس سالہ جاری رہا۔ حضرت سید علی خود فرماتے ہیں۔ کہ ''میں مشرق سے مغرب کا سفر کیا۔ اور ہر جگہ وہاں کے لوگوں سے عادات سے واقف ہوا''۔

حضرت جعفر بدخشیؒ لکھتے ہیں کہ

''کچھ اولیاء اللہ کو جن کو اخیار کہتے ہیں۔ اور اُن کی تعداد سات ہوتی ہے۔ سیاح بھی کہلاتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو کمال

معرفت عطا کردی ہے۔اور دنیا میں ان کو سیر کرنے کیلئے پیدا کیا۔اور دنیا میں ان کے طالبوں کو اہل سیاحت کہتے ہیں۔علی ہمدانی ان میں سے ایک ہیں"۔

ان بیس سال میں حضرت امیر کبیرؒ نے بہت سارے ممالک کی سیر کی ہے۔ جن میں ممالک اسلام روم مزدقان۔ بلخ۔ بخارا۔ بدخشاں۔ ختا۔ یزد۔ بغداد۔ ماؤراء النہر۔ شیراز۔ اردبیل۔لداخ ۔کشمیر۔شام۔ سیون۔ترکستان۔شبہ قارہ یعنی (علاقہ ہندو پاکستان) قیمان۔گندون۔کوہ قاف۔اور بھی کئی ممالک کی انہوں نے سیر کی۔

اِن سیاحتوں میں کئی جگہ ان کے ساتھ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ (متوفی ۸۲۵ھ) بھی ہمراہ تھے۔ان سفروں میں جو کہ کوہوں اور دشتوں سے گذرنا ہوتا تھا۔بغیر پانی کے کئی دن گذارنے پڑ جاتے تھے۔کچھ کھانے پینے کے بغیر سفر کرنا پڑتا تھا۔اس طرح ان سفروں میں انہوں نے بہت ہی تکالیف اٹھائی ہیں۔مگر اس کیلئے کبھی بھی شکایت نہ کی۔روش ایثار وفتوت کی رو سے غذا اوروں کی دیتے تھے۔ اور خود عبادت میں مجبور رہتے تھے۔کئی دفعہ دریا میں ان کی ناؤ گرتے گرتے بچ گئی۔خود تو اذکار اور اوراد میں مشغول رہتے تھے۔اتنے میں قافلہ نکل جاتا تھا۔غربت اور تنہائی میں مصائب اور آلام زیادہ ہو جاتے



تھے۔حضرت امیر کبیر نے بارہ مرتبہ حج ادا کیا۔ان میں کچھ حج جوانی میں ہی ادا کیے تھے۔اور باقی اس کے بعد۔قدم مبارک حضرت آدم کی زیارت کیلئے وہ لنکا بھی چلے گئے بڑی مشکل سے وہاں پہنچے۔حضرت آدم کے دوسرے پیر کا نشان چین میں دیکھنے کیلئے بھی سفر پر چلے۔مگر شہر زیتوں سے واپس آ کر پھر کعبہ اور مسجد اقصیٰ گئے۔اسی دوران وہ اسفر این گئے۔جہاں انہوں نے شیخ محمد بن محمد ازکانیؒ کے ہاتھ سے فتوت کی بیعت کی۔جب حضرت امیر کبیرؒ کی ملاقات شیخ ازکانیؒ سے یہاں پر ہوئی۔اس وقت ان کی عمر تقریباً ۴۰ سال کی تھی۔اور اس وقت تک انہوں نے شادی نہیں کی تھی۔اپنے شیخ حضرت شرف الدین محمود مزدقانیؒ روش پر وہ مجرد ہی رہنا چاہتے تھے۔مگر حضرت ازکانیؒ کے اصرار پر اُنہوں نے ارداہ بدل دیا۔اور ہمدان میں شادی کر لی۔

اس سے متعلق شیخ جعفرؒ فرماتے ہیں:۔

"ایک رات خانقاہ شیخ ازکانیؒ میں حضرت امیر کبیرؒ کو واقعہ پیش آیا۔کہ شیخ ازکانیؒ نے حضرت امیر کبیرؒ کو سفید باز ہدیہ کیا۔بہت سے اولیاء کبار جو وہاں موجود تھے۔نے سید علی ہمدانیؒ کو مبارک باد دے دی۔حضرت امیر کبیرؒ نے خود ہی اس خواب کی تعبیر کی۔کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے ایک فرزند کی بشارت کی ہے۔صبح کو خانقاہ میں شیخ ازکانیؒ نے

باضابطہ طور پر انہیں پھر نکاح کرنے کی تلقین کی۔ چنانچہ حضرت امیر کی عمر اس وقت ۴۰ سال کی تھی۔ انہوں نے اپنا پہلا ارادہ بدل دیا۔ اور ہمدان میں ہی ازدواجی زندگی شروع کی۔ شادی کے تقریباً ۲۰ سال بعد اللہ تعالیٰ نے ایک فرزند حضرت میر محمد ہمدانیؒ کی شکل میں ۷۷۴ھ میں عطا کیا۔

ایک لڑکی جو کہ اُنہوں نے حضرت شیخ اسحاق ختلانیؒ کو عقد میں دی۔ وہ حضرت میر محمد ہمدانیؒ سے پہلے پیدا ہوئی تھی۔ اور اسطرح وہ میر محمد ہمدانی سے بڑی تھیں۔

حضرت امیر کبیرؒ جب واپس ہمدان تشریف لائے۔ تو اُس وقت ہجری کا سال ۷۵۳ تھا۔ اس کے بعد تقریباً ۲۰ سال حضرت امیر کبیر ہمدان میں ہی رہے۔ اور صرف آس پاس میں ہی تبلیغ۔ رشدو۔ ہدایت میں مشغول رہے۔ اُنہوں نے اس دوران مسجدیں بنائیں۔ اور خانقاہ قائم کیے۔ اور وعظ دیتے تھے۔ اور کتابیں لکھتے تھے۔ صاحب ''مستورات'' کے مطابق حضرت امیر کبیرؒ کو ایثار اور جوانمردی کا اتنا جذبہ تھا۔ کہ بیان نہیں کیا جاسکتا ہے۔ کہتے ہیں:۔

''حضرت سید اتنے سخی تھے کہ اگر کسی وقت ایک ہزار مہریں نذر آجائیں۔ اُسی وقت فقیروں میں بانٹ دیتے۔ اور اپنے پاس کچھ



نہیں رکھتے۔ ایک روز انہوں نے ایک ہزار درہم کے عوض کافی کچھ مال ومنال خریدا تھا۔ سب کا سب اپنے مرشد حضرت محمود مزدقانیؒ کے نذر کیا۔ وہ بہت ہی حیران ہوئے۔ اور تعجب کیا۔ ہر وقت حضرت محمود مزدقانی درویشوں کے سامنے فرماتے تھے۔ کہ ''حضرت امیر کبیرؒ جیسا کوئی آدمی بھی صاحب ہمت وعزیمت نہیں ہے''۔

اس دوران انہوں نے کوئی سفر نہیں کیا۔ صرف ہمدان کے نواح میں اور ختلان کے علاقے میں وعظ وتبلیغ کیلئے جایا کرتے تھے۔ ہمدان میں گنبد علویان میں وعظ وتدریس کیا کرتے تھے۔ اور وہاں ہی اذکار واوراد میں مصروف ہوتے تے۔ اس دوران وہ لکھنے کا کام بھی کرتے تھے۔ اور کچھ دیر کیلئے بخارا بھی گئے۔ جیسا کہ وہ دنیا کا سفر تقریباً ۲۱ سال (۷۳۳ھ سے ۷۵۳ھ تک) کرتے رہے ویسا نہیں کیا۔ چنانچہ نورالدین جعفر بدخشیؒ نے اس دور کو شاہ ہمدان کیلئے ''مسافر مقیم ومقیم مسافر'' قرار دیا ہے۔

ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی کتاب میں ایک دلچسپ بات لکھی ہے۔ جسکی تحقیق کرنی باقی ہے۔ وہ کہتے ہن کہ جب حضرت امیر کبیرؒ اپنی جوانی میں دنیا کی مسافرت کرتے تھے۔ اُس دوران انہوں نے ۷۴۰ھ میں کچھ دنوں کیلئے کشمیر کا پہلا سفر کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ تحقیق

طلب ہے۔ مگر ممکن بھی ہے۔ کیونکہ اسی زمانے میں اُنہوں نے ہندوستان میں نالندہ میں جوکہ بہار شریف کے پاس ہے حضرت شرف الدین یحیٰ منیریؒ سے ملاقات کی تھی۔ اور بیعت بھی ان سے لی تھی۔ چنانچہ ڈاکٹر ریاض یہ بھی لکھتے ہیں۔ کہ ۷۴۰ھ میں کشمیر کا مختصر دورہ کیا۔ اور یہاں کے حالات کا جائزہ لیا۔ پھر واپسی میں ۷۶۰ھ میں انہوں نے سید حسین سمنانیؒ کو کشمیر بھیج دیا۔ تاکہ وہ وہاں رہ کر اچھی طرح مشاہدہ کریں۔ اُن کے مطابق سید حسین سمنانی کشمیر میں مقیم رہے۔ اور جب حضرت امیر کبیرؒ ہمدان سے ختلان چلے گئے۔ تو دو تین مرتبہ سید حسین سمنانیؒ جوکہ کشمیر میں مقیم تھے۔ ان کو وہاں جا کر حالات کی اطلاع دے دیا کرتے تھے۔ اور پھر ۷۷۴ھ میں سید حسین سمنانیؒ وسید تاج الدین سمنانیؒ کو مستقل کشمیر میں رہنے کیلئے بھیج دیا۔ ہمدان میں نوشیرواں عادل ایلخانی کے مرنے کے بعد طوائف الملوکی کا دور شروع ہوا۔ ہمدان میں رہنے کے بعد حضرت امیر کبیرؒ نے ''ھرج ومرج تاریخ ایران'' کو دیکھ کر فیصلہ کیا۔ کہ وہ اب ختلان چلے جائیں گے۔ اور وہیں مقیم ہو جائینگے۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ وہ دو تین دفعہ وہاں چلے گئے تھے۔ اور ان کو وہ جگہ پسند آگئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ ختلان میں ہی مقیم ہو جائینگے۔ وہاں پر انہوں نے کافی زمین لے لی۔



اور خانقاہ تعمیر کی۔ ختلان کے حاکم کا لڑکا حضرت شیخ اسحاق ختلانیؒ مریدوں میں شامل ہو گئے۔ وہ بعد میں اُن کے داماد بھی ہو گئے۔ اور سلسلہ دار بھی۔

ختلان میں وہ وعظ وتبلیغ اور لکھنے پڑھنے میں مشغول رہے۔ اور کافی لوگ ان کی خدمت میں آتے تھے۔ اسی زمانے میں امیر تیمور نے کافی علاقے پر قبضہ کر لیا تھا۔ جن میں علاقہ ختلان بھی شامل تھا۔

حضرت امیر کبیرؒ کی شہرت بزرگی اور تقدس۔ تقویٰ اور کرامات کی وجہ سے ختلان کے نواحی علاقوں بلخ۔ بدخشاں اور بخارا کے حاکم بھی ان کے ارادتمندوں میں شامل ہو گئے تھے۔

ان کی اس شہرت کو دیکھ کر کچھ حاسدوں نے امیر تیمور کے امیروں کے کان بھرنے شروع کر دیے۔ پروفیسر کولاف جوکہ ایک علوم شرقیہ کے ماہر ہیں۔ کے مطابق حضرت امیر نے ختلان میں ایک گاؤں بھی خریدا۔ اور اس کو وقف فی سبیل اللہ کیا۔ جن میں خانقاہ اور مدرسے بھی قائم کیے۔ اپنے مزار مبارک کیلئے بھی جگہ مقرر کر دی۔ رسالہ ''انسان نامہ'' میں حضرت شاہ ہمدان نے بھی اس کی تائید کی۔ اور لکھا ہے۔ ''اس گاؤں کا نصف قریہ جوکہ بہت سے شریکوں کا تھا۔ بارہ

ہزار درہم میں خرید کرلیا۔ اور وہ وقف خانقاہ کرلیا۔ ''حضرت امیر کبیرؒ نے ہمدان کو ترک کر کے ختلان کو ہی وطن ثانی قرار دیا۔ ظاہر ہے کہ امیر تیمورر کو بھی ان کی شہرت کا پتہ لگ گیا ہوگا۔ لہٰذا انہوں نے سمجھا کہ وہ میری سلطنت کیلئے خطرہ نہ بن جائیں۔ ختلان کے امیر آرام شاہ کو بھی پوچھا گیا کہ شیخ اسحاق ختلانیؒ بھی اُن کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگیا ہے۔ امیر تیمور نے اُن کو بلایا۔ شیخ اسحاق ختلانیؒ کو اس وقت سیاہ عمامہ جو کہ حضرت امیر کبیر نے انہیں دیا تھا۔ امیر تیمور نے ان سے کہا۔ کہ یہ کیا سر پر لگا دیا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ حضرت امیر کبیرؒ کی طرف سے عطا کیا گیا ہے۔ جب امیر تیمور نے اسے یہ اتارنے کیلئے کہا۔ تو شیخ اسحاق ختلانی نے کہا کہ آپ میرا سر اُڑا سکتے ہیں۔ مگر حضرت امیر کا دیا ہوا یہ تحفہ میں نہیں اٹھا سکتا۔ اس وقت کے رواج کے مطابق بادشاہ کا حکم نہ ماننے کیلئے جرمانہ کیا جاتا تھا۔ حضرت شیخ اسحاق ختلانی کو بھی یہ حکم نہ ماننے کیلئے مصادرہ یعنی جرمانے کے طور پر دو ہزار قبچاقی گھوڑے دینے پڑے۔ جو کہ اس نے دیے۔ مگر دستار نہیں اتاری۔

اب یہاں پر یہ کہنا ضروری ہے کہ حضرت امیر کبیر نے ایک دن فرمایا تھا۔ کہ اس ملک میں ۲۰ سال کے بعد ایک ایسا فتنہ پیدا ہوگا۔ کہ نہ بادشاہ رہے گا۔ اور نہ لوگ آسائش اور آرام سے رہیں گے۔ میں



اپنا خانقاہ بھی نہیں دیکھ سکوں گا۔ یا پہنچان سکوں گا۔ ایسی ہی ابتر ہوگی۔ چنانچہ امیر تیمور نے جب ختلان پر قبضہ کیا تو اس ملک میں یہی افراتفری کا حال تھا۔ اب یہاں مورخوں نے مختلف طریقے سے حضرت امیر کبیر کے ختلان چھوڑنے کا ذکر کیا ہے۔

ملا حید بدخشیؒ صاحب ''مستورات'' میں لکھتے ہیں:۔

''کہ حضرت سید علی ہمدانی ایک دفعہ ہندوستان میں مسافرت کر رہے تھے۔ تو انہیں واقعہ میں حضرت رسول مقبول ﷺ نے حکم دیا۔ کہ میرے فرزند تم کشمیر جاؤ۔ اور وہاں لوگوں کو اسلام کی دعوت دے دو۔ اگرہ وہاں اسلام طلوع ہوگیا ہے۔ اور کچھ لوگ مسلمان ہوگئے ہیں۔ مگر وہ مشرکوں سے بھی بدتر ہیں۔ اُن کو صحیح راستے پر لے آؤ۔ چنانچہ حضرت امیر کبیر نے کئی بار اپنے مریدوں میں اس کا اظہار کیا تھا۔ کہ میں کشمیر جانا چاہتا ہوں۔''

اُدھر سے ایک اطلاع کے مطابق ۷۴۰ھ میں کچھ دنوں کیلئے وہ کشمیر گئے بھی تھے۔ صاحب ''خلاصۃ المناقب'' نے حضرت امیر کبیرؒ کا ختلان سے چلے جانے کیلئے تیمور گورگانی پر ترس کھا کر اس فتنہ کی تفصیل نہیں لکھی ہے۔ مگر یہ ضرور لکھا ہے کہ ملک میں جو حالات تھے اس کی وجہ سے حضرت امیر کبیرؒ ایک جگہ سے دوسری جگہ جایا کرتے تھے۔

دو ماہ کہیں نہیں گذارے۔ کیونکہ جہاں بھی جاتے۔ وہاں فتنہ برپا ہوتا تھا۔ اس طرح حضرت امیرؒ نے ترک وطن کا ارادہ کیا۔

البتہ صاحب "روضات الجنان و جنات الجنان" نے اپنی کتاب میں ایک تو حضرت خواجہ اسحاق ختلانی کا واقعہ جو کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے۔ اس کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس نے حضرت امیر کبیرؒ کا امیر تیمور اور گفت گو کا بھی ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ امیر کبیرؒ نے امیر تیمور سے ملاقات کی ہے۔

امیر تیمور نے سنا تھا کہ حضرت امیر کبیرؒ قبلے کی طرف پشت کرکے نہیں بیٹھتے۔ مگر اس نے کمرے میں ان کے بیٹھنے کی ایک ایسی جگہ منتخب کی۔ جس سے امیر کبیر کو پشت بہ قبلہ بیٹھنا ضروری تھا۔ جب حضرت امیرؒ کی امیر تیمور سے ملاقات ہوئی۔ تو ان سے کہا۔ کہ سنا تھا۔ کہ آپ پشت بہ قبلہ نہیں بیٹھتے۔ حضرت امیر نے جواب دیا کہ جس آدمی کو آپ کی طرف منہ ہو۔ تو اُس کو لازمی طور قبلہ کی طرف پشت کرنا ہوگا۔ جب امیر تیمور نے ان سے پوچھا کہ حکومت حاصل کرنے کیلئے کوشش کرتے ہو۔ حضرت امیرؒ نے جواب دیا۔ کہ میں دونوں جہانوں سے بے اعتنائی رکھتا ہوں۔ ساری دنیا کی دولت مجھے دینے کیلئے رکھی گئی تھی۔ مگر میں نے یہ لینے سے انکار کیا۔ کیونکہ میرا مقصد صرف رضائی



خداوندی ہے۔ البتہ سلطنت کے بارے میں نے رات کو خواب میں دیکھا۔ کہ ایک لنگڑا کتا آیا۔ اور وہ لے گیا۔ یہ دنیا مردار اور بدبو ہے۔ اور اس کا طالب کتا ہوتا ہے۔ کیونکہ میں نے اپنا منہ آخرت کی طرف کیا ہے۔ اس لیے دنیا کا طالب نہیں ہوں۔ آپ تسلی رکھیے۔ تیمور نے کہا۔ کہ پھر وہیں جایئے۔ یہاں کیا کررہے ہو۔

حضرت امیر کبیر نے کہا۔ کہ مجھے کشمیر جانے کیلئے مامور کیا گیا ہے۔ میں وہیں جاؤں گا۔ اور لوگوں کو اسلام کی تعلیم دوں گا۔

اسی طرح تذکرہ مجلس العشاق میں اس کو دوسرے طریقے سے بیان کیا گیا ہے۔

البتہ "صاحب تحائف الابرار" کے مطابق تیمور نے حضرت امیر کبیرؒ کو کہا۔ کہ میری سلطنت سے نکل جاؤ۔ اور حضرت امیر کبیرؒ نے اس کے قلمرو میں رہنا۔ کھانا اور پینا اپنے اوپر حرام کیا۔ اور رات کو مسجد میں رہے۔ اور دوسرے دن کوہطیؔ مکان پیر پنچال کے راستے کشمیر چلے گئے۔ "نزهة الجواهر وبهجة المسامع والنواخر" میں لکھا ہے کہ

حضرت امیر کبیر اور امیر تیمور کے درمیان مکالے میں حکمت پوشیدہ تھی۔ البتہ ڈاکٹر محمد ریاض نے اپنی تحقیق کے بعد یہ کہا ہے کہ

حضرت مرزا اکمل الدین بیگ خاں بدخشیؒ نے اس بحث کو اس نظم کے ذریعے ختم کیا ہے۔ جب حضرت مرزا نے اپنے ایک نظم میں لکھا ہے ۔کہ

گرنہ تیمور شوروشر کردے　　　کے امیر این طرف گذر کردے؟

لہٰذا اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امیر کبیر کو اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول نے خطۂ کشمیر میں اسلام کو رائج کرنے کیلئے مامور کیا تھا۔ مگر ظاہری اسباب کی رو سے اس پر عمل تب ہوا۔ جب حضرت امیر کو تیمور کے ساتھ آپس میں گفتگو ہوئی۔ اور حضرت امیر کو ہجرت کرنی پڑی ۔بہر حال اللہ تعالیٰ نے کشمیر پر مہربانی کرنی تھی۔ اس لیے حضرت امیر کبیر کشمیر تشریف لائے۔

مئولف کے بارے میں یہ مختصر احوال لکھا جاتا ہے۔ اس لیے یہاں ان کے کشمیر میں آنے کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اس مضمون میں اوپر تذکرہ کیا گیا ہے۔ کہ حضرت امیر کبیر کا ۷۴۰ھ میں بھی دنیا کی مسافرت کرنے کے دوران کشمیر آئے تھے۔ مگر صرف چند دن یہاں رہے۔ یہ تحقیق طلب ہے۔ مگر تیمور کے واقعہ کے بعد وہ تین دفعہ کشمیر آئے۔

وہ پہلی بار ۷۷۴ھ ختلان سے کشمیر آئے۔ جس کا اوپر ذکر کیا



گیا ہے۔ اور کچھ مہینوں کیلئے یہاں رہے۔ اور اس کے بعد سفر حج اور زیارت خانہ کعبہ کیلئے کشمیر سے روانہ ہوئے۔

دوسری مرتبہ وہ ۷۸۱ھ کے آخیر تک یعنی تقریباً دو سال اور چند ماہ یہاں رہے۔ اور کشمیر کے طور وعرض میں اسلام کی اشاعت کی۔ تیسری بار وہ ۷۸۵ھ میں کشمیر آئے۔ اور ۷۸۶ھ کے آخیر تک یعنی دو سال اور کچھ مہینے یہاں پر قیام کیا۔

اس طرح ان کا کل قیام تقریباً پانچ سال رہا ہے۔ اُس کے بعد وہ براستہ پکھلی واپس ختلان گئے۔ مگر پکھلی میں ہی جو کہ پاکستان میں واقعہ ہے۔ ۶ ذی الحجہ ۷۸۶ھ کو ظاہری طور پر انتقال کر گئے۔

پھر ان کے جسد خاکی کو تقریباً ۶ ماہ بعد کولاب (تاجکستان) میں ۶ جمید الثانی ۷۸۶ھ اور کچھ کے مطابق ۲۵ جمادی الاوّل ۷۸۶ھ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ اور وہیں پر اُن کا روضۂ مبارک ہے۔

حضرت امیر کبیر نے کشمیر میں اپنے دست مبارک تقریباً ۳ ہزار آدمیوں کو مشرف باسلام کر دیا۔

اُنہوں نے نہ صرف کو اسلام سے منور کیا۔ بلکہ کشمیریوں کو اقتصادی طور پر کھڑا رہنے کیلئے ہنر مندی کے کئی کاموں کی طرف مائل کیا۔ اور اس کے سکھانے کیلئے وسط ایشا سے کاریگر منگوائے۔ چنانچہ

حضرت علامہ اقبالؒ یہ فرماتے ہیں۔کہ:۔

خطہ را آں شاہ دریا آستین　　　　داد علم وصنعت وتہذیب دین

ہم لوگ اب تک یہ خیال کرتے آئے ہیں۔کہ حضرت امیر نے کشمیریوں کو قالین۔شال دوزی۔پیپر ماشی نمدہ سازی میں تربیت دلائی۔اب اس سلسلے میں جو مزید تحقیق ہوئی ہے۔اسکے مطابق اُنہوں نے ۷۰۰ آدمی اپنے ساتھ لائے تھے۔جنہوں نے کئی اور ہنر بھی کشمیریوں کو سکھائے۔جن میں ابریشم بانی۔سنگ تراشی۔ایرانی فن معماری۔احیائے شال بانی۔تعلیم بزبان فارسی۔وعربی برائے تدریس علوم دینوی ودینوی باغ بانی۔وغیرہ میں تربیت دی۔اور دوسرے کام یعنی بنائے چاہ ہا ومدارس وخانقاہ ہا اور راہ کیلئے بھی تربیت دیتے رہے۔ وہ کسی کو بیکار رہنے کے سخت خلاف تھے۔اور کسب حلال کے سخت قائل تھے۔اتنا مصروف ہونے کے باوجود اپنی روزی کیلئے انہوں نے کلاہ بانی (یعنی ٹوپیاں بنانے کا کام) کیا۔اور دوسروں کو بھی ایسا کرنے کی تلقین کی۔

وہ کسی کیلئے سستی کرنے اور بے کار رہنے کے سخت مخالف تھے۔چنانچہ اس خطے میں ایک قسم کا اقتصادی انقلاب بھی لایا۔چنانچہ حضرت امیر کبیر اس خطے کو "باغ سلیمان" کے نام سے پکارنا پسند



فرماتے تھے۔حالانکہ اس سے قبل اس خطے کو ناحیہ قمار بازاں۔وشروب خوراں۔اور بدکاراں کہا جاتا تھا۔حضرت امیر کبیر آٹھیوں صدی کے کبار اولیا میں سے تھے۔مگر ساتھ ہی وہ بہت بڑے عالم دین اور مصنف تھے۔اتنی گوناگوں معروفیات کے باوجود اُنہوں نے تقریباً ۱۷۰ کتابیں اور رسالے فارسی اور عربی میں لکھے ہیں۔جن میں چند شاہکار مثلاً ذخیرہ الملوک۔اورادفتحیہ۔اورادعصریہ۔دُعائے صبح۔چہل اسرار۔اور بے شمار رسالے۔المودۃ القربیٰ۔شرح قصیدہ خمریہ شرح فصوص الحکم۔وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔وہ کشمیریوں کیلئے اورادفتحیہ کی شکل میں ایک تحفۂ عظیم دے گئے ہیں۔وہ شریعت پر پابندی کرنے کیلئے اپنے مریدوں کو سخت تاکید کرتے تھے۔مگر دنیا کے عارفوں میں چوٹی کے عارف تھے۔اوران کا عارفانہ کلام خصوصاً غزلیات اسرار سے اُن کی بصیرت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔معرفت کا کون سا پہلو ہے۔جو کہ ان کو معلوم نہیں تھا۔خود اتنی بے نیازی کی کئی سال تک ایک ہی کرتہ پہنتے تھے۔

اس مختصر مضمون میں حضرت امیر کبیر شخصیت کو اُجاگر کرنا ممکن نہیں تھا۔مگر چونکہ یہ کتاب "چہل اسرار" جو چھاپی جارہی ہے۔ان کی تصنیف ہے۔اس لیے یہ چند باتیں ان کی شخصیت کی متعلق کہنی ضروری سمجھی گئیں۔اس کیلئے الگ کتاب کی ضرورت ہے۔ہمیں فخر ہے کہ

جہاں علم اور دین کی واقفیت کا تعلق ہے۔ حضرت امیر کبیرؒ ایک نہایت بلند مقام رکھتے ہیں۔ چھوٹے سے چھوٹے مسئلے کو یا بڑے سے بڑے مسئلے کو شریعت کی رُو سے اُنہوں نے اپنی تصنیفات اور کردار سے اجاگر کیا ہے۔ اور اوراد واذکار کے معاملے میں اُن کا کوئی ثانی نہیں۔ اور معرفت کے نکتوں کی وضاحت کرنے میں چہل اسرار میں مندرجہ غزلوں میں اُنہوں نے جو تشریح کی ہے اور لاثانی ہے۔ ہمیں فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے ولی کامل سے وابستہ کیا ہے۔

اپنے قارئین کی اطلاع کیلئے آخر میں ایک دو باتوں کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اُن کی سوانح حیات سے یہ بات ہمیں معلوم ہوئی ہے۔ کہ دنیا کی سیاحت میں جہاں ۴۰۰ اولیا کرام سے ملے ہیں۔ وہاں لکھا گیا ہے۔ کہ اُنہوں نے ۳۴ اولیاء کبار سے خلعت ارشاد حاصل کیا تھا۔ اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور اس طرح ہے:-

(۱) شیخ محمود مزدقانی رازیؒ (۲) شیخ اخی علی دوستیؒ (۳) شیخ محمد بن محمد ازکانیؒ (۴) اخی حافظؒ (۵) اخی محسن ترکؒ (۶) اخی حسینؒ (۷) شیخ محمد اسفرائنیؒ (۸) شیخ جبریل کردیؒ (۹) شیخ خالد ارستانیؒ (۱۰) شیخ ابوبکر طوسیؒ (۱۱) شیخ نظام الدین خراسانیؒ (۱۲) شیخ شرف الدین درگزینیؒ (۱۳) شیخ اثیر الدین ورگانیؒ (۱۴) شیخ نجم الدین ہمدانیؒ (۱۵) شیخ محی



الدین لعکانیؒ (۱۶) شیخ محمد مرشدیؒ (۱۷) شیخ عبداللہ مطریؒ ("معری") (۱۸) شیخ علی معریؒ (۱۹) شیخ برہان الدین مماغزحیؒ (۲۰) شیخ مرادا کر بدوریؒ (۲۱) شیخ عمر برگانیؒ (۲۲) شیخ عبداللہ مفانیؒ (۲۳) شیخ ابوبکر ابوحربہؒ (۲۴) شیخ بجاوالدین قلمندیؒ (۲۵) شیخ عزیز الدین خطابیؒ (۲۶) شیخ شرف الدین احمد بن یحییٰ منیریؒ (۲۷) شیخ رضی الدین آوجیؒ (۲۸) شیخ عبدالرحمٰن مجذوب طوسیؒ (۲۹) شیخ محمد بن محمود مجذوب طوسیؒ (۳۰) شیخ حسن بن مسلمؒ (۳۱) شیخ العابدین محمد مغربیؒ (۳۲) شیخ عوض علاؒ (۳۳) شیخ ابوالقاسم تحطویؒ (۳۴) شیخ سعید (یا ابو سعید) حبشی رحمت اللہ علیہم۔

یہ نام اس لیے لکھے گئے ہیں۔ کہ ہندوستان میں سلسلہ فردوسیہ (جو کہ سلسلہ کبرویہ کا ہی حصہ ہے) کے بانی شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ جو کہ نالندہ (بہار شریف) میں دفن ہیں۔ وہ بھی حضرت امیرؒ کے مرشدوں میں سے ہے۔ اور اس طرح شیخ سعید حبشیؒ جو کہ حضرت عیسیٰ کے وقت سے تھے۔ اور جنہوں نے حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی کے ساتھ ملاقات کی ہے۔ وہ بھی اس میں شامل ہے۔

حضرت امیر کبیرؒ کے وقت سلطان قطب الدین فرماں روا تھے۔ حالانکہ اسلام کو آئے ہوئے زیادہ وقت نہیں ہوا تھا۔ حضرت

عبدالرحمٰن بلبل شاہ صاحب حنفی سہروردی ملقب بہ شرف الدین ۷۲۷ھ میں انتقال کر گئے۔ اور حضرت امیر کبیر سلطان قطب الدین کے وقت میں کشمیر آئے تھے۔ وہ حضرت امیر کے خاص مریدوں میں سے تھے۔ مگر اُن کے وقت بھی تھوڑی فارسی پڑھی جاتی تھی۔ اور سلطان قطب الدین نے کچھ شعر کہے ہیں۔ ایک یہ ہے:-

اَی بگرد رویت عالمی پروانہ — وزلب شیریں تو شوریست در ہر خانہٗ
من بحید ین آشنائی مخورم خون جگر — آشنارا حال این است وای بر بیگانہٗ
قطب مسکین گر تنا ہے میکند عیبش مکن — عیب نبود گر گناہی میکند دیوانہٗ

حضرت امیر کبیرؒ کے بعد اُن کے فرزند حضرت میر محمد ہمدانیؒ کشمیر آئے۔ اُنہوں نے ۲۱ سال کشمیر میں گذارے۔ اُن کے کشمیر میں دو نکاح کرنے کا ذکر تاریخ میں بھی آیا ہے۔ ایک نکاح حضرت میر محمد ہمدانی کا میر سید حسن بہادر سمنانیؒ جو کہ سلطان فیروز شاہ تغلق کے داماد تھے کی لڑکی سے ہوا۔ اور اس کے فوت ہونے کے بعد دوسرا نکاح سیف الدین (جو کہ قبل از اسلام سہہ بٹ کے نام سے تھا) کی لڑکی سے کیا۔ جہاں آج کل خانقاہ معلیٰ شاہ ہمدان ہے۔ وہاں حضرت امیرؒ کے وقت میں ہی ایک مسجد قائم ہوئی تھی۔ خانقاہ کا قیام میر ہمدانیؒ کے وقت شروع ہوا۔ جس میں بعد میں دو تین دفعہ تدوین کی گئی۔ یا دوبارہ تعمیر ہوئی۔



بہرکیف یہ مختصری سوانح حیات حضرت امیرؒ کے بارے میں اس کتاب میں شامل کر رہا ہوں۔ اگر واقعات کے صحت میں کوئی غلطی سرزد ہوئی ہو۔ تو اس کیلئے مجھے قابل معافی سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ یہاں مقصد صرف مؤلف کے بارے میں کچھ معرفت کرنے کیلئے کچھ لکھنا مقصود تھا۔ اور بس۔ ورنہ ان کے احوال اور آثار پر کئی ضخیم کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔

## (فصل سوم)

# کچھ چہل اسرار کے بارے میں

چہل اسرار کے بارے میں ہمیں یہ ایمان ہے کہ معرفت کا یہ کلام حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ نے اپنے مریدوں کو معرفت کی باریکیوں کے متعلق سمجھانے کی غرض سے لکھی تھیں۔ اس لئے ہم ان غزلوں کو اس نقطہ نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ انہیں چاہتے ہیں۔ ان پر سوچتے ہیں اور ان کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم ان سے اسی نقطہ نگاہ سے استفادہ کرتے ہیں۔ ہمیں یہ معلوم ہے کہ ان اشعار کو حضرت امیر نے ایک ہی رات میں الگ الگ گھروں میں پڑھا تھا۔ اور صبح جب یہ لوگ خانقاہ میں حاضر ہوئے تو ہر ایک نے یہی کہا۔ کہ حضرت شاہ ہمدان کل میرے گھر تشریف لائے۔ اور مجھے ایک غزل عنایت کی چنانچہ ان غزلوں کو اکٹھے کیا گیا۔ اور پھر یہ غزل چہل اسرار کے نام سے معروف ہوئیں۔ ہم عقیدت مندوں کو اس پر بھی پورا ایمان ہے۔



میری نظر سے ان کرامات کا اظہار "خلاصۃ المناقب" از میر حضرت نورالدین جعفر بدخشیؒ و "مستورات" از ملا حیدر میں بھی ہے۔ مگر مقدمہ چہل اسرار میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ قارئین کیلئے یہاں لکھتا ہوں:۔

اس کرامت کی تفصیل "خلاصۃ المناقب" اور "مستورات" ومقدمہ چہل اسرار و آتشکدۂ وحدت میں درج ہے۔ مگر ہم یہاں وہ شیرین عبادت من وعن نقل کرتے ہیں۔ " جو مقدمہ چہل اسرار" میں درج ہے:۔

" کہا جاتا ہے کہ ایک روز حضرت مخدوم الانام۔ سید ابن الہام مظہر آل طٰہٰ ویاسین۔ قدوۃ العابدین۔ مزین دو عالم عالم اعمال مصطفوی۔ قائل احکام واسرار قرآنی۔ قائل کلام آسانی۔ امیر المومنین علی الثانی امیر کبیر۔ میر سید علی ہمدانی۔ قدس اللہ تعالیٰ۔ اسرار واسرارہ من اتبع اسرارہ اپنے خانقاہ۔ ودولت پناہ سعادت میں تشریح فرماتے۔ اور ان کی خدمت عالیہ میں ایک بڑی جماعت مشرف تھی۔ اور ہر ایک ان کی خدمت میں التماس کرتا تھا۔ زمیں اور زمان کا راستہ اور چھپے ہوئے رازوں کو ظاہر کرنے والے اس فقیر کے خانۂ دھقانی کو اپنی آمد سے مشرف فرمایئے۔

جناب سعادت مآب نے ہر ایک سائل کو لفظ ''ہاں'' اور ''ضرور'' میں جواب دیا۔ اور بحکم نبی آخرزمان کسی سائل کے التماس کو انکار نہیں کیا۔

اسی وقت حضرت قوام الدین بدخشیؒ جو کہ حضرت شاہ ہمدان کے مریدوں میں سے تھے۔ اور اس درگاہ کے باغ کے خوشبودار ہوا تھے۔ کھڑے ہوئے۔ اور عرض کیا کہ ''اے قطب عالم۔ آپ نے ہر ایک کی اپنی محبت عام سے دعوت قبول کر دی ہے۔ مگر اپنی جاں و دل کو اخلاص کی راہ میں آپنے مصروف اور مبذول کر دیا ہے۔ ہمارے اپنے باورچی خانہ میں بہت سارا لذیذ کھانا اور گونا گوں قسم کی روٹیاں کافی تعداد میں موجود ہیں۔ سب ایک وقت میں کھایا نہیں جا سکتا۔ اور اگر آپ کا حکم عالی ہو تو اس سارے کو ایک ہی دن پکانے میں منع کیا جائے۔ تا کہ سب فقیر اس کو مختلف مجلسوں میں کھالیں۔

جناب سیادت پناہ نے منع کیا۔ کیونکہ سید کی ضمیر میں جو کچھ چھپا ہوا ہے۔ وہ تمام عالم کے وہم و فہم میں نہیں آسکتا۔ اور سائلوں کو اس معاملے میں جو جلدی ہے۔ جس کا انہوں نے دعوت کرنے کے متعلق اظہار کیا ہے۔ وہ عالم اسرار کے جاننے والے کے بغیر کسی کو پتہ نہیں ہے۔



پس جب عصر کے بعد عشا رتک اور بھی کئی آئے۔ اور مہانداری کی درخواست کی۔ عشا کے بعد سید اپنے حجرۂ مبارک میں گئے اور دوگانہ شکرانہ کے بعد باہر تشریف لائے۔ اور خادم سے کہا۔ کہ طلوع آفتاب سے غروب شفق تک کتنے سائل جمع ہوئے تھے۔ خادم نے جواب دیا۔ کہ غنی لوگوں میں سے ۳۰ آدمی اور فقیروں میں سے ۱۱ آدمی یعنی کل ۴۱ آدمی جمع ہوئے تھے۔ جناب سعادت مآب نے حاضروں کو رخصت کیا۔ اور اپنے ساتھیوں میں سے چار آدمی اپنے ساتھ لئے۔ اور ہر ایک سائل کے گھر تشریف لے گئے۔ جو حاضر کیا گیا۔ وہ تناول فرمایا۔ اور ہر ایک کو اپنی زبان مبارک سے رب المطلق کے اسرار و انوار میں سے ایک ایک غزل فرما کر تصنیف کروایا۔

جب صبح ہوئی۔ اور صبح روشن ہوئی۔ مرید ارو مخلص خانقاہ میں جمع ہو گئے اور دیدار فیض آثار کا مشاہدہ کیا۔ اور عرض کی کہ کل رات عشار کے بعد حضرت شاہ ہمدان مجھ بیچارے کے گھر قدم رنجہ ہوئے۔ اور ہمارے دلوں کو شرف و منور کر دیا۔ اور یہ غزل اسرار الٰہی تالیف کیا۔ آخر کار جو ہونا تھا۔ وہ ہوا۔ ۴۱ آدمیوں میں سے ہر ایک آدمی حاضر ہوا۔ سب نے یہی واقعہ سنایا۔ اور ہر ایک نے اپنا غزل جو کہ حضرت سید نے رات کو دیا تھا۔ حاضر کیا۔ سب دوست بہت مسرور ہوئے اور تحسین کا

اظہار کیا۔اور باقی آدمیوں نے تحیر میں دین ایمان میں اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔سب نے ان اشعار کو لکھ لیا۔اور چہل اسرار کا نام دیا۔اس واقعہ کے وجود میں مجھے کوئی انکار نہیں ہے۔

چونکہ بقول مولوی رومیؒ

''در نیابد حال پختہ ہیچ خام''

''پختہ لوگوں کے حال کو خام نہیں سمجھ سکتے۔

ایسے تصرفات اور کرامات کا بزرگوں کے ساتھ بہت دفعہ تذکرہ کیا گیا ہے۔شیخ نجمیؒ کے تذکرہ میں ایسے ہی واقعہ کا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ساتھ کیا گیا ہے۔اولیاء اللہ کے معاملے میں بھی مولانا جلال الدین رومی (مولوی) کے ساتھ ایسے ہی واقعے کی نسبت کا ذکر کیا گیا ہے۔

نورالدین جعفر بدخشی ''خلاصہ المناقب'' میں لکھتے ہیں۔

مولانا حلال الدین رومی قدس اللہ سرہ کو ایک رات کو ۷۰ مقام پر طلب کیا گیا۔اور مولانا نے ان کی درخواست قبول کر دی۔

احمد فلاکی نے لکھا ہے کہ سید علی ہمدانی کی طرح مولانا۔ ۴۰م کو ۴۰ جگہ پر جانے کا ذکر ہے۔

وہ لکھتے ہیں:۔



''محبان صادق نے مولانا روم کو ۴۰ جگہ سماع کی دعوت دی اور ہر ایک کی درخواست انہوں نے قبول کی۔انہوں نے کہا کہ'' میں آؤں گا'' اس کے بعد اٹھ گئے۔اور خلوت میں چلے گے۔سحر تک نماز اور عبادت خدا میں مشغول ہو گئے۔جب دن ہوا۔تو ۴۰ آدمیوں میں سے ہر ایک مولانا کے مبارک پائے کا ایک موزہ ساتھ لائے۔اور کہا کہ یہ مولانا میرے گھر میں چھوڑ آئے تھے۔اسی طرح کسی نے موزے کا دائیں پیر اور کسی نے موزے کا بائیں پیر پیش کیا۔اور ہر ایک نے اس رات کے حالات اور واقعات کا حیرت سے اظہار کیا۔اور کہا کہ آج رات مولانا نے میرے گھر میں ایسا کیا۔اور ایسا کہا سب کے درمیان ایک غلغلہ پیدا ہوا۔اور لوگ اس قصبے میں حیران ہوئے۔لہٰذا یہ تعجب کی بات ہے کہ حضرت سید علی ہمدانی ایک ہی شب میں سارے غزلیات کہیں ہوں۔

چہل اسرار کی اہمیت ہم عقیدتمندوں کیلئے مندرجہ بالا مقدے کے بعد اور بھی بڑھ گئی ہے۔اور ہمارے لئے یہ نہایت ضروری ہو گیا ہے کہ ہم چہل اسرار کی غزلیں زیادہ سے زیادہ پڑھیں اور سمجھیں۔ وہی ہمارے عقیدت کا صحیح اظہار ہے۔

اصلی چیز تو یہ ہے کہ ہم لوگ اس عقیدت کے ساتھ ساتھ چہل

اسرار کے فلسفے کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

مجھے افسوس ہے کہ یہ کام ہم نے ابھی تک نہیں کیا ہے ایک دو شرح اُردو میں ایک مولانا عبدالکبر اور دوسرا قطب الدین ماہر صاحب کے آئے ہیں۔ مگر ان سے صرف اس شعر یا غزل کی شرح ہوتی ہے۔ جو زیر بحث ہے۔ سارے فلسفے کو نہیں میرے خیال میں معرفت اور عرفان کا جو پیغام ہمیں ''چہل اسرار'' دیتا ہے۔ اس کو مکمل طور پر سمجھنے اور سمجھانے کیلئے اہل دین۔ اہل قلم۔ علماء۔ اور فضلائے نے بہت کام کرنا ہے۔ اور ہمیں اس فلسفے کی معنویت۔ ہمہ گیری اور اس پر عمل کرنے کیلئے رہنمائی کرنی ہے۔

میری ان سے درخواست ہے کہ وہ چہل اسرار کے تمام ۴۱ غزلوں کے نچوڑ سے عامۃ المسلمین کو عموماً اور شاہ ہمدان کے شیدائیوں کو خصوصاً آگاہی کرائیں۔

شاہ ہمدان شریعت کے معاملے میں سخت پابندی کی تعلیم دیتے ہیں۔ اذکار و اوراد کا ایک خزانہ ہمارے سامنے رکھا ہے۔ اور ساتھ ہی عرفان کا راستہ بھی ہمیں دکھانے کی کوشش کی ہے۔

مثلاً وہ ہر ایک مرید سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ سحر خیز ہوں۔ چہل اسرار کے کچھ شعروں میں انہوں نے صبح سویرے اٹھنا اور سحر خیزی



کے فائدوں سے مستفیض ہونے کا ذکر کیا ہے۔ پھر ان کے مختلف تحریوں کی رو سے وہ قبل از نماز صبح باقاعدہ تسابیح کا ذکر کرتے ہیں۔ جن کے متعلق وہ شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دیتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے خود دعائے صبح لکھا ہے۔ جو کہ نالہ ہائے آتشین'' میں درج ہے۔ پھر نماز کے بعد باقاعدگی کے ساتھ اوراد فتحیہ کرنے تلاوت قرآن کریم انجام دینے اور پھر عصر کی نماز کے بعد اوراد عصریہ ورد کرنے کی بہت تلقین کرتے ہیں۔

وہ نماز عصر کے بغیر ہر نمازِ وقت اول پڑھنے کی تاکید کرتے ہیں۔ مگر عصر ذرا دیر سے پڑھنے اور اوراد عصریہ و دیگر اذکار کا شام کے وقت تک پڑھنے کا حکم دیتے ہیں۔ اور امور میں بھی وہ ہر ایک مرید سے شریعت پر چلنے کی سخت تاکید کرتے ہیں۔

ایسا کرنے کے بعد وہ عرفانی راستہ پر چلنے کی تاکید کرتے ہیں۔ اور چہل اسرار کے غزلوں میں اس راستے کی کیفیت۔ حصول۔ اور اس سے کے وجدان کا ذکر کرتے ہیں۔ نہ میں اس لائق ہوں۔ کہ ان روحانی منزلوں کی باریکیوں کو سمجھوں اور کسی اور کو کہدوں۔ اہل معرفت۔ علماء فضلاء کا یہ کام ہے کہ چہل اسرار کے غزلوں کے پس منظر میں شاہ ہمدان کے شیدائیوں کی رہنمائی کریں۔ اور انہیں اس راستے کی

نشان دہی کریں۔اور پھر اس پر چلنے کا راستہ بتائیں۔

جو اس کتاب میں چہل اسرار کا اُردو ترجمہ کیا گیا ہے۔اس میں شاہ ہمدان نے اس راستے کو تلاش کرنے والوں کے لئے کچھ باتیں کہیں۔ان کے خیال میں ایک انسان اپنی کوشش سے ایک بہت اعلیٰ مقام حاصل کرسکتا ہے۔مگر اس کیلئے اس کو پہلے خود کو فنا کرنا شرط اولین ہے۔خودی اور تکبر سے دور رہنا ہوگا۔نفسانی خواہشات پر پابندی کرنی ہوگی۔اس کے بعد وہ مقام عشق کو بہت بڑا درجہ دیتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ ”جس جگہ اس کے عشق کا درد کچھ دیر کیلئے قیام کرتا ہے۔وہاں ہمیشہ رہنے والی لذتیں موجود رہتی ہیں۔“(شعر ۲۹۶)

آدمی کو اپنے آپ کو سمجھنے کے متعلق کہتے ہیں۔کہ ”اگر تو نے اپنے جان کے شمع سے اثر حاصل کرلیا ہے تو دیکھ۔کہ عالم قدس کے روحانیوں کی مجلس کا چراغ تجھ سے ہی روشن ہے۔“(شعر ۳۲۰)

”اور اگر تجھے اپنا پتہ مل جائے۔یعنی معرفت نفس حاصل ہو۔تو اپنی جان کے کانوں سے تجھے ہاتف غیبی کی آواز لامکان سے ہر دم سنائی دے گی۔“(شعر ۳۲۱)

”اگر تجھے اس کے عشق کے آگ کی ایک چنگاری حاصل ہوجائے۔تو روح صاف شفاف ہوجائے گی۔“(شعر ۳۲۳)



”اگر تجھے اپنی اساس یعنی حیثیت کا علم ہے تو تکبری کو چھوڑ دے پھر غیرت کے کارخانے سے تجھے ضرور پھل مل جائیگا۔(شعر ۳۲۶)

”اس گھومنے والے وسیع چرخ یعنی آسمان کے مرکز بھی تو ہی ہے۔اور اسرار کے اس پاک وصاف کے ستون بھی تم ہی ہو۔(شعر ۳۳۰)

اور انسان کو اپنا درجہ سمجھانے کیلئے کہتے ہیں۔

”مملکت لاہوت کے خزانے کی وہ دولت جس کو کون ومکان دیکھنے کی تاب نہ لاسکے۔تو ہی ہے۔جو اس خزانے میں پوشیدہ اور چھپے ہوئے ہو۔“(شعر ۳۳۶)

”تو آب حیات کے بیچ میں کھڑا ہے۔اور پھر بھی پانی ڈھونڈتا ہے۔تو وسیع خزانے کا مالک ہے۔اور پھر بھی بھوک کی وجہ سے تنگ ودو میں لگا ہے“(شعر ۳۳۸)

”اس کی عظمت کا اعلیٰ دربار تیرے ہی دم سے معطر ہے۔تو خود ایک بہترین اور پاک عطر ہو۔مگر نادانی کی وجہ سے بدبو کی تلاش میں سرگرداں ہو۔“(شعر ۳۴۲)

”تو وصل کے باغ پھول ہے مگر مٹی میں گرا پڑا ہے۔لالچ اور

حسد کے آتش کدے میں تو بھلا کیا ڈھونڈ رہا ہے۔" (شعر ۳۴۴)

"عشق ایک بادشاہ ہے۔ جب وہ تیرے گھر مہمان ہو کر آئے۔ تو مہمان نوازی میں اپنی آنکھیں اور دل فرش راہ کر۔ اور جان کو شکرانے میں اس کے سامنے رکھ دو۔" (شعر ۲۶۸)

پھر فرماتے ہیں:

"محبوب کا عشق آگ ہے اور اس میں علائی کی جان خس وخاشاک کی طرح ہے۔ جب خس وخشاک آگ میں فنا ہو گئے۔ تو اب اس کو خس نہ کہو۔" (شعر ۲۷۰)

اسی طرح حضرت امیر کبیرؒ نے چہل اسرار میں وحدت الوجود "ما" "و" "من" کا فلسفہ۔ اور دیگر کئی باتوں کا ذکر کیا ہے۔ جو میرے احاطہ تحریر سے باہر ہے مگر خزانے موجود ہیں۔ میں نے مندرجہ بالا چند اشعار کا اس لئے تذکرہ کیا ہے کہ جیسا کہ اوپر بیان کر چکا ہوں۔ چہل اسرار میں مندرجہ مفصل فلسفے کو لوگوں کے سامنے عموماً اور نوجواں نسل کے سامنے لانے کیلئے اہل علم۔ اہل قلم اور عارف لوگوں کو محنت کرنی ہوگی۔ اور سمجھانا ہوگا۔ اگر میری ان گذارشوں کے بعد سال بھر میں ایک آدھ ہی کتاب ایسی شائع ہو۔ جو کہ اس فلسفے سے لوگوں کو آگاہی دے تو میں سمجھتا ہوں۔ کہ بہت بڑا کام ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ان کو اس کا اجر دیگا۔



اور شاہ ہمدان کا پیغام لوگوں میں عام ہوگا۔ خداوند کریم ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ کہ ہم شاہمدان کے پیغام کو سمجھیں۔ سمجھ کر عمل کریں۔ اور اوروں کو بھی ایسا کرنے کی ترغیب کریں۔

**و آخر دعونا عن الحمد الله رب العلمین**

**مخلص**

احقر العباد

خاک پائے شاہ ہمدان

غلام رسول متو

مرزا باغ سریز، کشمیر

مورخہ: ۲۳ر اپریل ۲۰۰۲ء۔ دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# چہل اسرار

## غزل ۱

| | |
|---|---|
| ۱ | ای گرفتاران عشقت فارغ از مال ومنال<br>والہان حضرتت را از خود و جنت ملال<br>اے ذات پاک (خدا) جو تیرے عشق میں گرفتار ہوئے۔ وہ مال ودولت سے فارغ ہوگئے۔ (انہیں کوئی طمع نہیں رہی) جو تیری حضوری کے چاہنے والے ہیں انہیں اپنے آپ اور جنت سے بھی بیزاری ہے۔ |
| ۲ | مفلسان کوی شوقت را غلامی کردہ چرخ<br>سالکان راہ وصلت را دو عالم پایمال<br>تیرے عشق کے کوچے میں رہنے والے بینواوں کی آسمان بھی غلامی کرتا ہے۔ تجھے پانے کے شوق رکھنے والے اور تیرے وصل کے طلبگار سالکوں نے دونوں جہاں اپنے پیروں تلے روند ڈالے ہیں۔ |



| | |
|---|---|
| ۳ | عارفان وصف تو مغبوط اشراف ملک<br>مدبران درگہت سر گشتۂ تیہِ ضلال<br>جنہوں نے تجھے جان اور پہچان لیا۔ ان پر برگزیدہ فرشتے بھی رشک کرتے ہیں۔ اور جنہیں تو نے ٹھکرادیا۔ وہ گمراہی کے بھٹکا دینے والے جنگل میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔ |
| ۴ | شمۂ از فیض لطفت بوی بردہ نہہ فلک<br>گشتہ سر گردان بگردِ آستانت ماہ وسال<br>تیرے لطف وکرم کی ذراسی خوشبو سے نو آسمان معطر ہوگئے۔ اور وہ دیوانہ وار ماہ وسال تیرے آستانے کے چکر لگا رہے ہیں۔ |
| ۵ | آتش از لطفت گلستان گشتہ در پیش خلیل<br>خوردہ نمرودی بجہر از نیم پشہ گوشمال<br>تیرے کرم کی بدولت حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے لئے آگ گلستان بن گئی۔ اور تیرے اسی قہر سے ایک ادھورے کان والے حقیر مچھر نے نمرود کو ختم کردیا۔ |

۶ بُلبلان نغمۂ تسبیح در بستان غیب
وحدۂ گویان بزیر گلبن باغ وصال

تیری حمد وثنا کے نغمے گانے والی بلبلیں (فرشتے) نظر نہ آنے والے چمن میں گلابوں کے سائے میں تیری وحدت کا ہی ذکر کر رہے ہیں۔

۷ طوطیان طارم علوی بر آوردہ زجان
نعرہ ہای ماعرفناک ای قدیم ذوالجلال

اے ہمیشہ رہنے والے رب ذوالجلال۔ عرش معلی تک پرواز کرنے والی طوطیاں (فرشتے) بس یہی کہتی نظر آرہی ہیں کہ "ماعرفناک" (ہم نے تجھے نہیں پہچانا)

۸ پر توی از عکس رویت تافتہ بر آب وخاک
خاک ازانِ پوشیدہ چندین خلعت حسن وجمال

تیرے تابندہ پُر نور چہرے کے عکس کا سایہ جب اس زمین پر پڑا تو اس کے بدولت یہ زمین حسن وجمال سے آراستہ ہوگئی۔

۹ خامۂ صنعت چوبست ایں نقش تمثال وجود
مہر شد بر تختۂ غیب این مثال از بی مثال

جب تیری قلم نے علم غیب مین اپنی قدرت کا مظاہرہ کیا۔ تو یہ بے مثال کائنات تیری قدرت کاملہ کے ثبوت کے طور پر وجود میں آئی۔



۱۰ عاشقان در گہت از مفخر خاصان شدند
گمرہاں آستانت گشتہ در دوزخ نہال

(اے خدا) تیرے دربار میں مرتبہ پانے والے خود پر فخر کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ تیرے خاصوں میں سرفراز ہوئے۔ اور جو تیرے دربار کا راستہ بھول گئے۔ انہیں دوزخ نے اپنالیا۔

۱۱ واصلان بزم تو شاہان ہر دو عالمند
راندگان کوی تو مہجور از کوی وصال

جنہیں تیری بزم میں شرکت کا شرف ملا۔ وہ دونوں جہاں کے بادشاہ ہوئے۔ اور جنہیں اس کوچے سے نکالا گیا۔ تو انہیں وصال کے کوچے کے بجائے جدائی کے صدمات سہنے پڑے۔

۱۲ ہر کہ بر خاک درت رہ یافت عزت یافت او
کز بیان وصف او فرسودہ شد پرِ مقال

تیرے دروازے کی خاک تک جس کی رسائی ہوگئی۔ اس نے اتنی عزت پائی۔ جس کے وصف کا بیان کرنا گفتگو کے احاطہ میں نہیں آتا۔ (کوئی بھی اسکی خوبیاں بیان نہیں کرسکتا)

| | |
|---|---|
| ۱۳ | پیش مجروحان ہجرت نیش نوشی پر شفا<br>تشنگان وصل راہر آتشی چون صد زلال<br>تیری جدائی کے زخمیوں کیلئے نیش (ڈنگ) بھی شفا بخشنے والا نوش (شہد) ہے۔<br>اور تیرے وصل کے پیاسوں کو آگ بھی میٹھا اور ٹھنڈا پانی ہے۔ |
| ۱۴ | کشتگان تیغ عشقت زندگان جاودان<br>صید شاہین غمت شاہان ملک بی زوال<br>جو تیری عشق کی تلوار سے قتل ہوئے وہ امر ہو گئے۔ اور جنہیں تیرے غم کے شاہین<br>نے شکار کیا وہ ایسی مملکت کے بادشاہ ہوئے جسے زوال نہیں۔ |
| ۱۵ | بادہ نوشان غمت داودؒ و معروفؒ و جنیدؒ<br>جانفروشان رہت عمارؓ و سلمانؓ وبلالؓ<br>تیرے غم کی شراب پینے والوں میں حضرت داودؒ، حضرت معروفؒ اور حضرت<br>جنید ہیں۔ اور تیری راہ میں حضرت عمارؓ، حضرت بلالؓ اور حضرت سلمانؓ نے<br>جانفروشی کی ہے۔ |



| | |
|---|---|
| ۱۶ | ذرۂ درد تو داروی دل ہر باخبر<br>زیور ذکر تو زیب جان ہر صاحب کمال<br>تجھے پہچاننے اور جاننے والے دل میں اگر تیرا ذرا سی بھی درد ہے۔ تو وہ درد ہی اس<br>کا علاج ہے۔ ہر صاحب کمال (اللہ کے ولی) کیلئے تیرے ذکر کا زیور ہی باعث<br>زینت ہے۔ |
| ۱۷ | در تمنای و صالت شد علائی جان فشان<br>تاچہ خواہد برد آخر زین تمنای محال<br>تیرے وصال کی تمنا میں علائی نے اپنی جان دیدی۔ تاکہ اس محال تمنا کو اٹھا کر<br>جائے یعنی اپنی تمنا کو پورا ہوتا ہوا دیکھ لے۔ |

## چہل اسرار

### غزل ۲

| | |
|---|---|
| ۱ | قبلۂ دل آفتاب روی اوست<br>کعبۂ جان خاکِ راہ کوی اوست<br>اس کا سورج کی طرح درخشندہ چہرا میرے دل کا قبلہ اور اس کے کوچے کی خاک<br>میری جان کیلئے کعبہ ہے۔ |

| | |
|---|---|
| ۲ | چون ز زلفش گشتہ عالم مشکبوی<br>دوستی این وآن بربوی اوست<br>جب اس کے زلفوں کی مہک سے سارا عالم معطر ہوگیا۔ تو اسی مہک کے باعث "یہ" اور "وہ" کی تفریق ختم ہوگئی۔ اور سب دوست ہوگئے۔ |
| ۳ | کفر و دین و نور و ظلمت در جهان<br>از رخ ماہ وشب گیسوی اوست<br>اس دنیا میں کفر اور دین نور اور ظلمت اس کے چہرے کے چاند اور رات کے مانند اس کے سیاہ گیسوی وجہ سے ہیں۔ |
| ۴ | تیر باران بلا برہر کہ ہست<br>از کمان پُر خم ابروی اوست<br>جس پر مصیبتوں کے تیروں کی بارش ہورہی ہے سب اس کے خمدار ابراؤں کے کمان سے چھوڑے گئے ہیں۔ |
| ۵ | ہر گرفتاری کہ اندر عالم است<br>از کمند زلف عنبر بوی اوست<br>دنیا میں جو بھی عشق میں گرفتار ہوا۔ وہ اسی کی عنبریں زلفوں کی کمند سے گرفتار ہوا۔ |



| | |
|---|---|
| ۶ | ہر گلی کو رُست درباغ وجود<br>آب حیوان ہمہ از جوی اوست<br>اس عالم وجود میں جتنے بھی پھول کھلے ہیں۔ ان سب کو اسی نے حیات بخش ندی سے سینچا۔ |
| ۷ | نالہ ہای بیدلانش ہر سحر<br>از دریغ درد و فقد روی اوست<br>اس محبوب (خدا) کے چہرے کے دیدار نہ ہونے کے باعث عاشق افسردہ ہوجاتے ہیں۔ اور اسی میں ہر صبح آہ وبکا کرتے ہیں۔ |
| ۸ | آتشی کاندر میان جان ماست<br>از فروغ نرگس جادوی اوست<br>ہماری جان کے اندر جو آگ ہے۔ وہ محبوب کی نرگسی آنکھوں کے باعث دہک رہی ہے |
| ۹ | جز غمش درمان نہ بینم در جہان<br>کین کمال لطف در بازوی اوست<br>سوائے اس کے غم کے دنیا میں کوئی علاج نظر نہیں آتا کیونکہ اسی کے بازوں کو یہ کمال حاصل ہے کہ وہ اپنے بیماروں کو راحت پہنچائے |

۱۰ ہر دو عالم گرشود زیر وزبر
میل رنجوران ہجرش سوی اوست
اگر دونوں جہانوں میں انقلاب آجائے تب بھی اس کے ہجر کے مارے نہیں بدلیں گے۔اوران کا میلان اسی کی طرف ہوگا۔

۱۱ چند گردیٔ گرد ہر در ای علی
مرہم این ریش از داروی اوست
اے علی! تم کب تک مارے مارے پھروگے کیونکہ جس نے زخم دیا ہے۔اسی کے پاس اس کا علاج ہے

## چہل اسرار

### غزل ۳

۱ ارباب ذوق در غم تو آرمیده اند
از شادی و نعیم دو عالم رمیده اند
ارباب ذوق (عاشق) کو غم میں ہی آرام ملتا ہے۔کیونکہ انہوں نے دونوں جہاں کی خوشیوں اور نعمتوں کو چھوڑ دیا ہے۔



۲ حوران خُلد را بہ پشیزی نمی خرند
تا از صِفای حسن تو رمزی شنیده اند
جن لوگوں نے تیرے حسن کی خوبیوں کے اسرار سن لئے ہیں۔اب وہ جنت کی حوروں کو ایک دمڑی میں نہیں خریدتے۔

۳ پالودهٔ شکنجۂ عشق اندر زان سبب
زآلودگان جیفۂ دنیا بُریده اند
جب سے وہ (عاشق الٰہی) عشق کے شکنجے میں کسے ہیں۔انہوں نے دنیا کے چاہنے والوں سے تعلق قطع کر لئے ہیں۔

۴ مُرغان عشق رابدو کون التفات نیست
تادرّ فضای شوق تو روزی پریده اند
جب سے مرغانِ عشق (عاشق الٰہی) نے فضائے عشق میں پر پھیلائے ہیں۔تب سے انہوں نے اس دنیا کی محبت ترک کر دی

۵ از ضیق خانقاه صُوَر خرقۂ وجود
بر طارم حظایر قدسی کشیده اند
اے خدا۔تیرے عاشقوں کیلئے خانقاہ ایک تنگ جگہ تھی۔اس لئے انہوں نے مقام علی (جہاں خدا کا دیدار ہو) کیلئے اپنے وجود کا خرقہ اتار دیا ہے۔یعنی فنا فی اللہ ہو گئے ہیں۔

| | |
|---|---|
| ۶ | از ناز یار و محنتِ اغیار فارغ اند<br>چون در سُرادِقاتِ جلالش رسیده اند<br>جب سے رب ذوالجلال کے عشق کی معرفت حاصل ہوئی۔ تو عاشق اپنی اس دنیا کے اپنوں اور بیگانوں سے بے نیاز ہوگئے |
| ۷ | در مجلس شہود نشستہ ملوک وار<br>ذوق زجام اُنس بصد جان خریدہ اند<br>تیرے عاشقوں نے اپنی جان کے بدلے میں تیری محبت کا جام خریدا ہے۔ اور تیری مجلس میں شاہوں کی طرح براجمان ہیں۔ |
| ۸ | جان را بَبَاد دادہ و دِل پایمال عشق<br>جلبابِ نام وپردۂ دعوئ دریدہ اند<br>عاشقوں نے اپنی جان کو گنوادیا ہے اور اپنے دل کو تیرے عشق سے پامال کرلیا ہے اور نام و نمود کا کشادہ لباس اور دعوی داری کے پردے پھاڑ ڈالے ہیں۔ |
| ۹ | بربوی مہر تست علائی رہین غم<br>کین دولتِ از ازل بَگِلش دمیدہ اند<br>تیری محبت کی مہک نے علائی کو غم کا گرویدہ بنادیا ہے۔ کیونکہ یہ دولت ازل سے ہی اس کے خمیر میں گوندھی گئی ہے۔ |



# چہل اسرار

## غزل ۴

| | |
|---|---|
| ۱ | ہر آن دل کز غمش بروی رقم نیست<br>ندیمش در دو عالم جز الم نیست<br>ہر وہ دل جس میں محبوب حقیقی کا غم نہیں ہے۔ دونوں جہانوں میں دُکھ یعنی الم کے سوا اس کا کوئی دوست نہیں ہے۔ |
| ۲ | دلی کز درد او درمان نسازد<br>وجود او بمعنی جز عدم نیست<br>جس دل میں محبوب حقیقی کا درد نہیں بھرا اس کا وجود بے معنی ہے اس کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے۔ |
| ۳ | سری کز سر معنی باخبر شد<br>درو گنجائش شادی و غم نیست<br>جس نے بھی محبوب حقیقی کے بھید کو پالیا اس کے یہاں خوشی اور غم کی کوئی گنجائش نہیں۔ وہ ہر شے سے بے نیاز ہوگیا۔ |

| | |
|---|---|
| ۴ | تو محرم نیستی محروم ازانی<br>رہ نامحرمان اندر حرم نیست<br>تو محرم راز نہیں ہے۔ اور اسی وجہ سے محروم ہے کیونکہ نامحرموں کو حرم میں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ |
| ۵ | جہان از عکس رویش گشتہ روشن<br>اگر اکمہ نہ بیند ہیچ غم نیست<br>یہ دنیا اس کے چہرے کے عکس سے روشن ہے۔ اگر ایک اندھا اس کو نہ دیکھ سکے تو اس کا کوئی غم نہیں ہے۔ |
| ۶ | حجاب تست این ہستی موہوم<br>کہ ہرگز نور باظلمت بہم نیست<br>یہ بے بنیاد زندگی تمہارے درمیان (یعنی محبوب حقیقی اور بندہ کے درمیان) ایک پردہ ہے۔ یہ زندگی اندھیرا ہے۔ اور خدا نور ہے۔ اندھیرا اور نور ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے ہیں۔ |
| ۷ | تو در دریای وحدت گم نگشتی<br>ازانت دُرّ عرفان در شکم نیست<br>چونکہ تم توحید کے دریا میں گم ہی نہیں ہوئے اسی لئے تمہارے پیٹ میں معرفت کا کوئی موتی نہیں۔ |



| | |
|---|---|
| ۸ | چو باز ار چشم ہمت بستی از کل<br>مقرّ عزّ تو جز دست جم نیست<br>چونکہ باز بلند پرواز کیلئے ہمت اور حوصلہ سے کام لیتا ہے تم اگر باز کی طرح ہمت کی کمر باندھ لو تو تمہارا مقام بھی بادشاہ کے ہاتھ کے سوا اور کہیں نہیں ہے۔ |
| ۹ | اگر فانی شوی در بحر توحید<br>عیان بینی کہ آنجا کیف و کم نیست<br>اگر تم توحید کے سمندر میں غرق ہو جاؤ گے تو پھر سب کچھ ظاہر ہو جائیگا۔ اور "کیسے" اور "کتنے" کا احساس نہیں رہیگا۔ |
| ۱۰ | بجز ہمت نیابی راہ مقصود<br>ہُمائی ہمت آنجا متہم نیست<br>سوائے ہمت کے تم کسی طرح راہِ مقصود نہیں پا سکتے اور ہمت کرنے والوں پر کوئی الزام وارد نہیں ہوتا۔ |
| ۱۱ | علی چون ہمت عالی نداری<br>ترا گامی بہ کویش لاجرم نیست<br>اے علی! جب تم میں بلند ہمتی نہیں ہے تو اس کوچے (عشق الٰہی) کی جانب قدم بڑھانا ضروری نہیں۔ |

# چہل اسرار

## غزل ۵

| | |
|---|---|
| ۱ | راحت ار خواہی بیا با درد او ہمراز شو<br>دولت ارجوی بِرَو در عشق او جانباز شو<br>اگر تو راحت چاہتا ہے تو آ۔ اس کے درد کے ہم راز بن جا۔ اور اگر نہ ختم ہونے والی دولت چاہیے تو اس کے عشق کے دروازے پر جا کر جان نچھاور کر۔ |
| ۲ | ساز راہ عشق سربازی وبدنامی بود<br>گر سَر این راہ داری درپی این ساز شو<br>عشق کے راہ پر چلنے والوں کو سر دھڑ کا بازی لگانا اور بدنامی مول لینا ہے۔ اگر کوئی اس راستے پر چلنا چاہتا ہے تو اسی سامان (سربازی و بدنامی) کی جستجو کر۔ |
| ۳ | برتن وجان چند نازی چون تیرزی ارزنی<br>صعوہ بارزن گذار و بردرش شہباز شو<br>جسم و جان پر ناز کرنے والا سمجھ لے۔ کہ اس کی قیمت چینا (معمولی اناج) کے برابر بھی نہیں۔ چینا مولے کیلئے چھوڑ کر شہباز کی طرح اس (خدا) کے در کی جانب پرواز کر۔ |



| | |
|---|---|
| ۴ | تا بکی ہمچون زنان این راہ در سم رنگ وبوی<br>راہ مردان گیر وبا صاحبدلان دمساز شو<br>تو کب تک عورتوں کی مانند بناؤ سنگار۔ اور راہ و رسم میں لگا رہے گا۔ مردوں کا راستہ اختیار کر۔ اور صاحب دل لوگوں کی صحبت میں دم لے۔ |
| ۵ | چون زغن تا چند باشی بستۂ مردار تن<br>در ہوای سیر جان یک لحظہ در پرواز شو<br>تو کب تک چیلوں کی طرح مردار جسم سے چمٹا رہے گا۔ روح کی تازگی کیلئے ایک لحظہ اس (خدا) کی جانب پرواز کر۔ |
| ۶ | جان وتن بندست وکفر و دین حجاب اندر رہش<br>جملہ را برہم زن و باعشق ہم آواز شو<br>اس (خدا) کے راستے پر چلنے والوں کے لئے جسم و جان بندش اور کفر و دین ایک پردہ ہے۔ ان سب کو ترک کر کے عشق کا ہم نوا بن جا۔ |
| ۷ | باز اوج کبریایی ماندہ اندر دام کام<br>دام و دانہ بردر و خرم بحضرت باز شو<br>قدرت کی فضائے اعلیٰ کا شہباز ہوتے ہوئے بھی تو آرزو کے دام (یعنی دام کام) میں پھنس گیا۔ اس دام اور دانہ کو ہٹا کر خوش خوش اس کے حضور میں چلا جا۔ |

| | |
|---|---|
| ۸ | گر ہمای قاف قربی بال ہمت برکشای<br>در فضای لامکان با قدسیان انباز شو<br>اگر تم قرب الٰہی کے قاف کے ہما ہو۔تو اپنی ہمت کے پر کھول لے۔اور فضائے لامکان میں قدسیوں (اہل اللہ) کے ساتھ پرواز کر۔ |
| ۹ | قفل این در شد علائی وکلید آن نیاز<br>گر نیازی داری اینجا بر سریٔ ناز شو<br>علائی۔اسکے دروازے پر قفل ہے۔جس کے کھولنے کیلئے عجز ایک چابی ہے۔عجز ونیاز سے کام لے۔اور اس کے بارگاہ تک پہنچ۔ |

## چہل اسرار

### غزل ۶

| | |
|---|---|
| ۱ | گر آتشِ فراقش با صبر یار بودی<br>اندوہ اشتیاقش در دیدہ خار بودی<br>اگر اس کی جدائی کی آگ میں جلنے کیلئے صبر ساتھ دیتا۔تو اس کے عشق کا اندوہ اسے اپنی آنکھوں میں حقیر نہ بناتا۔ |



| | |
|---|---|
| ۲ | در لحظۂ خیالش غائب شدی ز دیدہ<br>جان جامہ چاک کردی۔دل بیقرار بودی<br>اگر وہ عاشقوں کے درمیان سے ایک لمحہ کیلئے بھی اوجھل ہوجائے۔تو عاشق بے قرار دل کے ساتھ اپنی جان کا جامہ چاک کردے |
| ۳ | در از شعاع حسنش عکسی ظہور کردی<br>از ہر طرف ہزاران جانش نثار بودی<br>اگر اس کے تابش حسن کی کوئی ایک جھلک دیکھ لیتا۔تو ہر جانب سے ہزاروں جانیں اس پر قربان ہوجائیں۔ |
| ۴ | چون حلقہ بردرش دل باطرب عیش کردی<br>گر از درش بیادی امیدوار بودی<br>اگر تو اس کی یاد میں اس کے دروازے پر امیدوار ہوتا۔تو اس کے دروازے کی زنجیر کی طرح تیرا دل بھی مسرت سے جھومتا۔ |
| ۵ | از روضۂ وصالش بوئی بجان رسیدی<br>دریای شوق او را گر خود کنار بودی<br>اگر اس کے دریائے شوق کا کوئی کنارہ ہوتا۔تو اس کے باغ وصال کی تھوڑی سی خوشبو مجھ تک پہنچتی |

| | |
|---|---|
| ۶ | گبر ہزار سالہ گر بوئ او شمیدی<br>در جمع سالکان نیز او مرد کار بودی<br>ہزار سالہ آتش پرست اگر اس کی مہک ہی پالیتا۔ تو اس کا شمار بھی سالکوں میں ہوتا۔ |
| ۷ | روی زمین بہ پہلو گردیدی زشادی<br>گر در جناب قربش امیدبار بودی<br>اگر مجھے اس کے قربت کی امید ہوتی۔ تو اس خوشی میں روئے زمین پر دیوانہ وار چکر لگاتا۔ |
| ۸ | طغرای عزّ عاشق از چرخ در گذشتی<br>در خیل کشتگانش گر در شمار بودی<br>اس کی راہ میں فنا ہونے والوں میں اگر عاشق کا بھی شمار ہوتا۔ تو اس کی عزت آسمانوں کی وسعت سے کہیں زیادہ ہوتی۔ |
| ۹ | صد جان علی بھر دم کردی نثار راہش<br>گرنہ جلالتش را زین تحفہ عار بودی<br>علی سو جانیں ہوتیں۔ تو وہ ہر دم اس کی راہ میں قربان کرتا اگر نہیں قبول کرنے میں اس کے جلال کو ہچکچاہٹ نہ ہو۔ |



# چہل اسرار

## غزل ۷

| | |
|---|---|
| ۱ | عارفان سر خطاب از کوہ و صحرا شنوند<br>رمز پُر شور وشتاب از کف دریا شنوند<br>اُس (خدا) کو پہنچانے والے کوہ صحراؤں اور دریا کی جھاگ میں بھی اس کے پُر شور وشتاب اسرار و رموز سن لیتے ہیں۔ |
| ۲ | شمۂ سوز غمش در دل آتش بینند<br>بوی لفطش ز دم ارنب وبکنا شنوند<br>ذرہ برابر بھی اس کا غم ہوتا۔ تو وہ دل میں آگ کی طرح نظر آتا اس کی عنایات کی مہک خرگوش کی آہستہ چلنے والی سانوں اور ہوا کے جھکڑوں میں بھی دیکھتا۔ |
| ۳ | ہر سحر آہ جہان سوز بر آرند ز جان<br>رب سلم ہمہ از گنبد خضرا شنوند<br>ہر صبح وہ ایسی آہ دل سے نکالتے ہیں جس سے ساری دنیا جل جائے۔ اور گنبد خضرا سے "رب سلم" (اے خدا سلامت رکھو) کی صدا سنائی دیتی ہے۔ |

| | |
|---|---|
| ۴ | حرف خذلان قضا از رخ یاسین خوانند<br>راز اسرار ازل از دلِ طٰہٰ شنوند<br>قضا کے "محرومان زدہ حرف" وہ رخ یاسین پر پڑھتے ہیں۔ اور طٰہٰ کے دل سے ازلی اسرار ہیں۔ |
| ۵ | مصر دل را چوز فرعون ہوا پاک کنند<br>صدق موسای ہدیٰ از ید بیضا شنوند<br>وہ (اہل اللہ) اپنے دل کو خواہشات سے اس طرح پاک کرتے ہیں۔ جس طرح ملک مصر کو فرعون سے نجات ملی تھی۔ اور موسیٰ نے جو ہدایات دی تھیں۔ اس کی صداقت انہوں نے ید بیضا سے سنی ہیں۔ |
| ۶ | قدسیان کوس " اطیعون اللّٰہ" برجان کوبند<br>از دل ونفس " سمعنا واطعنا" شنوند<br>عالم قدس کے باسی "اطیعوا اللہ" (اللہ کی اطاعت کرو) کا نقارہ جان کے اندر بجا رہے ہیں اور (اس کے جواب میں) اپنے دل و نفس سے "سمعنا واطعنا" (ہم نے سن لیا اور اطاعت کی) سنتے ہیں۔ |
| ۷ | برندای کرمش کردہ روانہا مسرور<br>چون ز آثار وفا شکر موفّا شنوند<br>جب وہ اپنی وفاداری فرمانبرداری کے عوض اپنے محبوب کے بھرپور شکر کی آواز سنتے ہیں۔ تو اس کے اس ندائے کرم پر ان کا رواں رواں مسرور ہو جاتا ہے۔ |



| | |
|---|---|
| ۸ | درملامت گاہ عشاق کہ دیوان قضااست<br>پاکی یوسف جان را ز زلیخا شنوند<br>عاشقوں کی ملامت گاہ ایوان تقدیر ہے اس میں وہ زلیخا کی زبانی یوسف جان کی پاک بازی سنتے ہیں۔ |
| ۹ | سد این راہ علائی است اگر برخیزد<br>صوت تسبیح وی از صخرۂ صما شنوند<br>اس راستے کی رکاوٹ تو خود علائی ہے اگر یہ اٹھ جائے تو اسکی حمد وثنا کی آواز پتھروں میں سے بھی سنی جا سکتی ہے۔ |

## چہل اسرار

### غزل ۸

| | |
|---|---|
| ۱ | از نفحات قدم حضرت اسما کشود<br>و ز نسمات کرم صورت اشیا نمود<br>اس نے ازل سے ہی اسمائے حسنیٰ (اللہ کے صفاتی نام) کی خوشبوئیں پھیلا دیں اور اپنے کرم کی مہک سے چیزوں کی شکلیں ظاہر کر دیں۔ |

۲ مُہرِ محبت نہاد بردلِ اہلِ وفا
داغ ارادات کشید بررخ گبر وجہود

اس نے اہل وفا کے دلوں پر محبت کی مہر لگائی۔ آتش پرست اور یہود کے چہرے پر ارادت کا داغ لگایا۔

۳ خاک سَرِکوئے او شاہ وگدا و امیر
آئینہ روی او کون و مکان و وجود

اسی کے کوچے کی خاک سے شاہ گدا اور امیر ہیں۔ اور کائنات اس کے وجود کا آئینہ ہے۔

۴ سابقۂ فضل او مظہر نوحؑ و خلیلؑ
صاعقۂ قہر او مُہلکِ عاد وثمود

اسی کے فضل وکرم کا پہلے سے طے شدہ امر حضرت نوحؑ اور حضرت خلیل اللہ کا مدد گار بنا۔ اور انہیں نجات مل گئی۔ اسی کی قہر کی بجلی نے قوم عاد اور قوم ثمود کو ہلاک کر دیا۔



۵ مور ومگس سیرہا دیدہ درین دیبا
مرغ و وحوش وطیور جملہ صفوفِ وجنود

چیونٹیوں، مکھیوں، پرندوں۔ چرندوں اور درندوں نے اس دنیا کی سیر کی ہے۔ اور اس کی جملہ عنایات کو دیکھا ہے۔

۶ کاتبِ حکمت کشید خط حروفِ حدوث
شحنۂ غیرت بشستِ صورت بود و نبود

حکمت کے کاتب نے ہونے والے واقعات کے حروف تحریر کئے۔ اور اس غیرت کے محافظ نے "ہونے" اور "نہ ہونے" کی صورت ہی دھو ڈالی۔ (یعنی فنا اور بقا دونوں اسی قدرت کاملہ کا مظہر ہیں۔)

۷ قطرہ بدریا شدہ مطلق بیجا شدہ
بحر محیط قِدَمُ قید شدہ در حدود

قطرہ دریا میں شامل ہو کر دریا بن گیا۔ ازل کا اتھاہ سمندر اپنی وسعت کی حدود میں قید ہو کر رہ گیا۔

| | |
|---|---|
| ٨<br>٠ | مَشرَعِ اِدبارِ ما پردهٔ پندار ماست<br>هر که ازاین پرده رُست گوی سعادت ربود<br>غرور کا پردہ ہماری نحوست کا راستہ بن گیا جس نے یہ رکاوٹ پار کرلی۔ وہ سعادت کی بازی جیت گیا۔ |
| ٩ | دید علائی عیان بر ورقِ کائنات<br>جملۂ ذراتِ کون پیش رخش در سجود<br>علائی نے کائنات کے ورق پر کھلی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ کہ کون ومکان کے تمام ذرے اس کے رخ کے سامنے سجدے میں پڑے ہوئے ہیں۔ |

## چہل اسرار

### غزل ۹

| | |
|---|---|
| ١ | رندان جان فشان چو قدم برفنا زنند<br>بر خوان درد هجر صلایِ عنا زنند<br>رند جاں فشاں جب عالم فنا میں قدم رکھتے ہیں تو ہجر کے خواں پر رنج وغم کی دہائی دیتے ہیں۔ (فنافی اللہ ہونے والے دنیا میں اپنے محبوب کی جدائی کے صدمات سہتے ہیں۔ اور بعد فنا چاہتے ہیں کہ ان کیلئے وصال یار عام ہو۔) |



| | |
|---|---|
| ٢ | از آب دیده غُسل کننده و به طورِ دل<br>از سِرِّ عشق نالهٔ "فاغفرلنا" زنند<br>وہ آنسوں سے نہاتے ہیں اور صمیم قلب کے ساتھ عشق کے زور سے "فاغفرلنا" (اے خدا ہمیں بخش دے) کا نعرہ لگاتے ہیں۔ |
| ٣ | از شر دیو طبع کنند التجا بدوست<br>تیر نیاز بر هدف "عافنا" زنند<br>اپنے محبوب (خدا) سے التجا کرتے ہیں۔ اور "عافنا" (ہمیں محفوظ رکھ) کے نشانے پر تیر مارتے ہیں (عاشقان الٰہی کو ان کا نفس پریشان نہ کرے اسی لئے وہ خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔ اور اسے حفاظت کی التجا کرتے ہیں۔ |
| ۴ | چون شسته اند لوح دل از ظلمت حدوث<br>در درس غیب نعرهٔ "فاکتب لنا" زنند<br>جب وہ ظلمت حدوث (دنیا کی خرابیاں اور برائیاں) سے لوح دل کو دھو ڈالتے ہیں۔ تو درس غیب سے "فاکتب لنا" (ہمارے لئے لکھدے) کا نعرہ ان کے قلوب سے موجزن ہوتا ہے۔ |

| | |
|---|---|
| ۵ | مستان جامِ شوق کہ در مجلِس شہود<br>در استزادِ آنِ دم "اتمم لنا" زنند<br>عشق کی مَے سے سرشار بندے۔ اس کے حضور میں "اتمم لنا" (ہمارے لیے مکمل کرلے) کا دم بھرتے ہیں۔ اور مزید جامِ عرفان کا مطالبہ کرتے ہیں۔ |
| ٦ | از مدینِ وفا چو بقدس صفا رسند<br>بر صخرۂ قبول "کرم ربنا" زنند<br>جب وہ (عاشق الٰہی) وفا کے شہر سے نکل کر شہرِ صفا میں پہنچتے ہیں تو مقامِ قبولیت پر "کرم ربنا" (اے ہمارے رب ہم پر اپنا کرم جاری رکھیے) کی دعا مانگتے ہیں۔ |
| ۷ | در سیر سِرِ عالمُ بی منتہای عشق<br>گامِ نخست برسرُ این تنگنا زنند<br>عشق کے لامنتہا عالم کا راز جاننے کیلئے وہ پہلا قدم اس تنگ کوچے یعنی (دنیائے فانی) میں رکھتے ہیں۔ |
| ۸ | چون در ریاضِ اُنس شرابِ بقا چشند<br>خوش تیغ تَرک بر رخ " دار الفنا" زنند<br>جب وہ عشق کے گلستان میں بقائے دوام کا آبِ حیات چکھتے ہیں۔ تو خوشی خوشی اس دارِ فانی (دنیا) کے منہ پر بھرپور تلوار مارتے ہیں۔ |



| | |
|---|---|
| ۹ | با داغ مفلسی چو علائی خیام عزّ<br>بر سدرۂ قناعت و اوج غنا زنند<br>چونکہ علائی مفلسی میں قناعت اور غنا کی حدود تک پہنچا۔ تبھی اسے عزت کا مقام ملا |

# چہل اسرار

## غزل ۱۰

| | |
|---|---|
| ۱ | نقاب عزّ اگر یکدم زروی خود بر اندازی<br>ہزاران بیدل از ہرسو درآید در سراندازی<br>اگر تو اچانک اپنے چہرے سے شان وجلال کی نقاب اُٹھادے تو ہر جان سے ہزاروں عاشق سر کی بازی لگانے آجائینگے |
| ۲ | زیک پیچ سر زلفت دو عالم گشتہ عنبر بوی<br>اگر آن پیچ بکشای سمن بر عنبر اندازی<br>تمہارے زلف کے صرف ایک خم سے دونوں عالم معطر ہوگئے۔ اور اگر تو تمام بل کھول دے۔ تو عنبر پر یاسمن کی خوشبو کا اضافہ ہوگا۔ (اور اس طرح دونوں سراپا خوشبو ہو جائیں گے) |

| | |
|---|---|
| ۳ | زشور جلوهٔ حسنت غبارِ غیر شد ظاهر<br>گراز غیرت کنی غمزی غبار از ره براندازی<br>تیرے جلوۂ حسن کے سوز سے اغیار کے دل کا غبار ظاہر ہوا ہے۔ اگر تیری جانب سے حمیت کا اشارہ ہو۔ تو ان کے حسد کا غبار ختم ہو جائے۔ |
| ۴ | غبار غیر و کفر و دین طلسم معنی شد<br>طلسم گنج کی ماند چو زلف از رخ براندازی<br>غیروں کی حسد اور کفر و دین کی بحث ایک گنج معنی کے جادو کی طرح ہے۔ خزانے کا جادو صرف تب تک باقی رہتا ہے۔ جب تک وہ اپنے چہرے سے زلفیں اٹھا لیتا ہے۔ |
| ۵ | صدای موکب عزمم نگنجد در همه عالم<br>گرم یک ره بدشنامی عنایت بر سراندازی<br>میرے عزم کی سواری کی آواز کسی عالم میں نہیں سما سکے گی اگر تو ایک بار دھتکار کی شکل میں ہی اپنی عنایت کا سایہ میرے سر پر ڈال دے۔ |



| | |
|---|---|
| ۶ | زظل ظلمت صورت شوم در مسند معنی<br>گر از راه کرم یکدم خورم در خاور اندازی<br>تو اتنا کرم کر۔ کہ کسی روز سورج کی طرح مجھے بھی شرق (سورج کا مقام طلوع) میں ڈال تو میں ظاہری صورت کی تاریک پستی سے باطن کے اعلیٰ مقام پر پہنچ جاؤنگا۔ |
| ۷ | جهانِ زندانِ من گردد گرت یکدم نه بیند دل<br>نعیم جان شود دوزخ گرش غم در بر اندازی<br>اگر میرا دل ایک پل کیلئے بھی تمہیں نہ دیکھے۔ تو یہ دنیا میرے لئے قید خانہ بن جائیگا۔ اور اگر میرے دل سے تم اپنے غم کو اٹھا لو گے۔ تو جنت بھی میرے لئے دوزخ بن جائیگی۔ |
| ۸ | کرام عالم علوی لوای رفعتم گیرند<br>اگر یک نقطه از نامم رقم بر دفتر اندازی<br>اے محبوب (خدا) اگر تو میرے نام کے ایک ہی حرف کو اپنے ہاں جگہ دے۔ تو آسمانوں کے فرشتے بھی میری علمبرداری کریں گے۔ |

| | |
|---|---|
| ۹ | علی بادردِ دل عمری مقیم خاک این درشد<br>مگر از داروی لطفت دوائي در خور اندازی<br>علی اپنے دردِ دل کے ساتھ ایک عمر اس کے در کی خاک پر اس لئے مقیم رہا کہ شاید وہ علاج کیلئے مہربان ہوجائے۔ |

# چہل اسرار

## غزل ۱۱

| | |
|---|---|
| ۱ | دلی را کز غم عشقش سر موئی خبر باشد<br>زتشریف بلای دوست بردی صد اثر باشد<br>جس دل کو اس کے غمِ عشق کی ذرا سی بھی خبر ہوجاتی ہے۔ اس پر دوست کی جانب سے بلائیں صد گنا اثر انداز ہوتی ہیں۔ |
| ۲ | کسی کز غمزۂ مستش چو زلف او پریشان شد<br>زنام ونگ کفر ودین بکلّی بی خبر باشد<br>جو کوئی اس کے غمزۂ مستی یعنی مستی کے اشارے سے اس کے زلفوں کی مانند پریشان ہوا تو پھر اسے نام ونگ کفر ودین کی کوئی خبر نہیں رہتی۔ |



| | |
|---|---|
| ۳ | بتی کز نازکی طبعش ملولست از گل سوری<br>میان آتش جانم مدامش چون مقر باشد<br>میرا محبوب اس قدر نازک مزاج ہے کہ وہ سرخ رنگ کے نازک پھول (گل سوری) سے بھی ملول ہوتا ہے۔ مگر میری جان کے آتش کدے میں ہمیشہ کیلئے مقیم ہوگیا ہے۔ |
| ۴ | تو در گلخن طمع داری کی شاہست ہمنشین گردد<br>کجا آن فر سلطان رادرین گلخن گذر باشد<br>تمہاری یہ آرزو کہ تمہارا بادشاہ (محبوب) تمہارے ساتھ آتش کدے (دل) میں ہم نشین ہو تو یہ ممکن نہیں۔ کیونکہ کہاں شان وشوکت والا سلطان۔ اور کہاں یہ معمولی آتش کدہ۔ |
| ۵ | گدائي را کہ با سلطان بی ہمتا بود سودا<br>دلش پیوسہ ریش وعیش تلخ و دیدہ تر باشد<br>جس گدا کا کسی بے مثل بادشاہ (خدا) سے تعلق پیدا ہوسکتا ہے۔ اس کا دل ہمیشہ زخمی۔ اس کی زندگی تلخ اور اس کی آنکھیں نم رہتی ہیں۔ |

| | |
|---|---|
| ۶ | سلامت جوی محرومی ز ذوق منصب شاہی<br>سریر ملک آن یابد کہ عزمش پر خطر باشد<br>اگر تم سلامتی چاہتے ہو۔ تو منصب شاہی کے آرزو سے کنارہ کش ہو جاؤ ملک کا تخت اسی کو ملتا ہے۔ جس کا ارادہ خطرات سے مقابلہ کرنے کا ہو۔ |
| ۷ | کی از پیمودن آفاق این دولت شود حاصل<br>کسی را زیبد معنی کش اندر خود سفر باشد<br>دنیا کی خاک چھاننے سے یہ دولت حاصل نہیں ہوتی۔ یہ دولت اسی شخص کو حاصل ہوتی ہے۔ جو اپنے وجود کی سیر کرتا ہو۔ |
| ۸ | کسی از سیر این معنی بگفت و گونشد آگہ<br>کہ از پیمودن دریا تحیر بیشتر باشد<br>زبانی جمع خرچ سے کوئی اس کے راز کو نہیں پاسکتا۔ کیونکہ دریا کی پیائش کرنے سے حیرت میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ |



| | |
|---|---|
| ۹ | علی گوہر کسی یابد کہ او از سر قدم سازد<br>کی افتد گوہر معنی ترا گر قدر سر باشد<br>اے علی۔ ہیرے اور موتی تو اسی کو ملتے ہیں۔ جو اس راہ میں سر کے بل چل سکے۔ اور اگر تم کو سر بچانے کی عادت پڑی ہے تو یہ حقیقت کے موتی یعنی گوہر معانی تمہارے ہاتھ کیسے آئیں گے۔ |

## چہل اسرار

### غزل ۱۲

| | |
|---|---|
| ۱ | ہر سَری کز سِرِّ عشقش والہ وشیدا شود<br>از بد ونیک وجود خویش بی پروا شود<br>ہروہ جو کہ اس کے عشق بھید پا کر والہ وشیدا ہو گیا۔ وہ اپنے وجود کے نیک وبد سے بھی بیگانہ ہو گیا۔ |
| ۲ | در سویدائ دل ہر کس کہ این سودانشست<br>عاقبت جان و دِلش روزی درین سودا شود<br>جس کے مرکز دل پر یہ سودا بیٹھ جائے۔ اسے آخر کار۔ ایک روز اسی عالم میں اپنے جان ودل کا سودا کرنا ہوتا ہے۔ |

| | |
|---|---|
| ۳ | نیکنامی بایدت پیرامن این در مگرد<br>هر که روی مه بگل پوشد سبک رسوا شود<br>اگر تمہیں شہرت کی ضرورت ہے۔ تو اس دروازے کے گرد مت گھومو۔ کیونکہ جو کوئی چاند کا چہرہ مٹی سے چھپانا چاہیے وہ جلدی رسوا ہو جاتا ہے۔ |
| ۴ | آب حیوان بایدت در ظلمت نابود شو<br>کانکہ چشم از خود بپوشد چون خضر بینا شود<br>اگر تمہیں آب حیات یعنی ابدی حیات کی تلاش ہے۔ تو عالم ظلمات یعنی فنائیت کی تاریکیوں اور اندھیروں میں کھو جا چونکہ جو اپنے وجود سے آنکھیں بند کر لیتا ہے وہ خضر کی طرح بینا ہو جاتا ہے۔ |
| ۵ | حل نگردد هرگز این مشکل ترا تا با خودی<br>چوں زخود فانی شوی این مشکلت حلوا شود<br>جب تک تجھ میں خودی باقی ہے۔ تب تک یہ مشکل ہرگز حل نہیں ہوگی۔ جب تو خود فنا ہو جائے گا یعنی تیری یہ ہستی مٹ جائے گی۔ تو یہ مشکل خود بخود ہی حل ہو جائیگی۔ |



| | |
|---|---|
| ۶ | آب چون از ابر افتد قطره خوانندش همه<br>چون به بحر انداخت خود را نام او دریا شود<br>پانی جب بادل سے گرتا ہے۔ تو سب اسے قطرہ کہتے ہیں۔ لیکن جب وہ قطرہ خود کو دریا میں گرا دیتا ہے تو اسی کا نام دریا ہو جاتا ہے۔ |
| ۷ | در صدف او را بلطف خویش گیرد در کنار<br>بیگمان از یمن ذاتش دُرّ بی همتا شود<br>اگر اس قطرے پر صدف (سیپی) مہربان ہو جائے اور اسے اپنی آغوش میں لے لے تو اس عنایت کی بدولت وہ بیش بہا موتی بن جاتا ہے۔ |
| ۸ | گشته از غوغای عشقش عالمی پرشور و شر<br>هر کجا زد خیمه این دولت یقین غوغا شود<br>اس کے عشق کی غوغا سے سارا عالم پُرشور و شر ہو گیا ہے۔ اور جس جگہ پر بھی یہ دولت خیمہ زن ہو جائے گی۔ وہاں پر شور و غوغا کا پیدا ہونا یقینی ہے۔ |

| | |
|---|---|
| ۹ | تا کی این آتش بخشِ پوشی علائی از نظر<br>کآخر از خس پوش فکرت این شرر پیدا شود<br>اے علائی۔ تو کب تک گھاس پھونس سے اس آگ کو لوگوں کی نظروں سے چھپائے رکھے گا۔ کیونکہ آخر کار تیری فکر کی خس پوشی سے ہی یہ چنگاری پیدا ہوگی۔ |

## چہل اسرار

### غزل ۱۳

| | |
|---|---|
| ۱ | دوش دل در غم او میزد باجان رای<br>کہ ترا در پی این سود نشد سودای<br>کل دل کے غم کے بارے میں جان سے پوچھ رہا تھا۔ کہ تجھیں اس غم کے حاصل کرنے کے سودے میں کوئی نفع حاصل نہیں ہوا۔ |
| ۲ | گفتمش ملک سلیمان بگدای نرسد<br>تاج رفعت نکشد جز سر روشن رای<br>میں نے اس سے کہا کہ سلطنت سلیمان کسی بھکاری کو نہیں مل سکتی۔ کیونکہ رفعت کا تاج روشن ضمیر کے سر کے علاوہ کسی سر پر نہیں رکھا جاتا۔ |



| | |
|---|---|
| ۳ | دولت جم کہ سلاطین جہان پی نبرند<br>کہ جنابش رسد آخر چومن شیدای<br>جمشید کی دولت جس کا سراغ دنیا کے بادشاہ بھی نہیں لگا سکتے۔ تو مجھ جیسے دیوانے کو اس کا خیال کیسے آئے |
| ۴ | سیر عنقای جمالش کہ نگنجد در کون<br>طمع جلوۂ او بین تو زهر بی جای<br>اس کے عنقا کی زیبائی کی رفتار دونوں جہاں میں نہیں سما سکتی۔ تاہم اسکے جلوے کی خواہش ہر جگہ دیکھ سکتے ہو۔ |
| ۵ | قطرۂ بی سر و پا را زکجا آن مقدار<br>کہ درون دل خود جای دهد دریای<br>ایک بے سروپا قطرے کی یعنی ایک معمولی قطرے کی کیا بساط ہے۔ کہ وہ اپنے دل کے اندر ایک دریا کو جگہ دے۔ |
| ۶ | سخن دوست درین پردہ کسی را نہ سزد<br>کہ بغیر از غم یادش نبود پروای<br>اس پردے میں دوست کی باتیں کرنا اسے زیب دیتا ہے۔ جسے اپنے یار کے غم کے سوا اور کچھ پرواہ نہیں۔ |

| ۷ | شرح درد دل خود کردمی ار یا فتمی<br>در همه عمر دمی روی جهان آرای<br>میں اپنے دردِ دل کو کھول کر بیان کرتا۔ اگر مجھے ساری عمر میں ایک لمحہ کے لئے وہ جہاں آرا چہرہ نظر آتا۔ |
|---|---|
| ۸ | از خط و خال تو هر بے خبری راچه خبر<br>به سهاره نبرد دیدهٔ نابینای<br>تیرے خط وخال بے خبر کیا جانیں۔ کیونکہ وہ آنکھ جو دیکھ نہ سکے۔ اس کو ستارہ سہا تک پہنچنے کا راستہ کیسے ملے۔ |
| ۹ | لاف عشقش مزن امروزی علاي بزبان<br>چون یقین از پس امروز بود فردای<br>اے علائی۔ آج اسکے عشق کی شیخیاں نہ بگھار۔ جب یہ یقین ہے۔ کہ آج کے بعد ایک کل بھی آنے والا ہے۔ |



# چہل اسرار

## غزل ۱۴

| ۱ | خوش آنسری که بود ذوقی سیرها دیده<br>بچشم دل رخ اسرار آن سرا دیده<br>وہ شخص کس قدر خوش نصیب ہے۔ جس نے سیر کا ذوق پایا ہے۔ اور دل کی آنکھوں سے اس نے اس سرائے (مقام الوہیت) کے اسرار کا چہرہ دیکھا ہے۔ |
|---|---|
| ۲ | ز روزن دل خود گوش کرده راز ازل<br>وزان دریچه یقین سرّ ماجرا دیده<br>اس نے ازل کے بھید اپنے دل کی کھڑکیوں سے سُنے ہیں اور اسی یقین کے دریچے سے حالات گذشتہ کے بھید بھی دیکھے ہیں۔ |
| ۳ | بر آستان وفا هردمی ز دشمن و دوست<br>هزار محنت و نا کامی و جفا دیده<br>جس نے وفا کے آستانے پر ہر دم دوست اور دشمن سے ہزار رنج۔ ناکامیاں اور جفائیاں دیکھی ہیں۔ |

**۴**

زہر جفا کہ کشیدہ بروزگارِ دراز

برای دوست دران شیوۂ وفا دیدہ

ہر اس تکلیف اور جفا کہ وجہ سے جو کہ اس نے طویل زمانے کے ہاتھوں اٹھائیں۔ اس میں دوست کے تئیں وفا کا شیوہ دیکھا ہے۔

**۵**

بہر وفا کہ نمودہ بزیر تیغ جفا

ز روی دوست دو صد خلعت صفا دیدہ

ظلم وستم کی تلوار تلے جو وفاداری اس نے دکھائی ہے۔ اس نے بدلے میں دوست کے چہرے سے صفا کی دوسو خلعتیں پائی ہیں۔

**۶**

میان آتش شبھای ہجر تادم صبح

ہزار روح صفا از دم صبا دیدہ

ہجر کی راتوں کی تپش میں دم صبح صبا کے چلنے کے ساتھ اس نے ہزار روح صفا دیکھی ہیں۔

**۷**

میان ظلمت امکان و آتش دوری

نسیم صبح وصال از رہ فنا دیدہ

دنیا کی اندھیر نگری اور طرح طرح کی صورتوں کے درمیان اس نے فنا کے راستے سے صبح وصال کی خوشگوار ہوا پائی ہے۔



**۸**

چو از رسوم مجازی فنا شدہ کلی

درون زہر فنا شربت بقا دیدہ

جب وہ مجازی قید وبندش سے آزاد ہوا۔ تو فنا کے زہر میں بقا کی شربت دیکھی۔ (جو فنا فی اللہ ہو اس کی شہرت ہوئی۔ اور تادیر اس کا ذکر ہوگا)

**۹**

زجام شوق شدہ مست و شیشہ بشکستہ

میان عربدہ محبوب خوش لقا دیدہ

جو جام شوق سے مست ہوگیا۔ اور شیشہ توڑ دیا۔ اس نے سرمستی کی توڑ پھوڑ میں خوبرو محبوب کا دیدار کرلیا۔

**۱۰**

زنگ خود شدہ یکسوئی در حریم شہود

جمال آن مہ بی چون و چرا دیدہ

جب اس نے (خدا) کے حضور میں خود کو برہنہ کردیا۔ (یعنی جان کا عارضی لباس اتار دیا) تو اس کے جمال کو بے چون وچرا دیکھا لیا۔

**۱۱**

علائی از چہ شدی مست چون نخوردی می؟

زدیدہ مست شود ہر کسی۔ تو نادیدہ

علائی۔ تم نے شراب تو پی نہیں۔ پھر مست کیسے ہوگئے؟ ہر شخص تو دیکھ کر مست ہوتا ہے۔ تم بغیر دیکھے ہی ہوگئے۔

# چہل اسرار

## غزل ۱۵

| | |
|---|---|
| ۱ | چون جمالش جلوه برخورشید تابان میکند<br>آفتاب از رشک حسنش روی پنہان میکند<br>جب اسکے حسن و جمال کا جلوہ چمکتے ہوئے سورج پر پڑتا ہے تو اس کے حسن کی رشک سے سورج اپنا چہرہ چھپا لیتا ہے۔ |
| ۲ | تا پریشان گشت زلفش بررخ چون آفتاب<br>باد شوقش ابر جانم را پریشان میکند<br>جب اس کی سورج جیسے چہرے پر اس کی زلفیں بکھر گئیں۔ اس وقت سے اس کے شوق کی ہوا میرے جان کے بادلوں کو پریشان کر رہی ہیں۔ |
| ۳ | تیر عشقش کز کمان ابروان گردد رہا<br>عقل رامیدوزد و قصد دل وجان میکند<br>اس کے عشق کا تیر جب ابروؤں کی کمان سے نکلتا ہے۔ تو عقل کو چیرتا ہوا دل وجان پر جا لگتا ہے۔ |



| | |
|---|---|
| [illegible] | سرو آزادی کند از سروقدش در چمن<br>چون ہوای باغ آن سرو خرامان میکند<br>جب وہ سرو خراماں باغ کی سیر کرتا ہے تو اس باغ کا سرو اپنے قد سے آزاد ہو جاتا ہے اور اس سرو خراماں کے مقابلے میں خود کو پست قد سمجھتا ہے۔ |
| ۵ | نالہای آتشینم در فراقش ہر سحر<br>قصد احراق حُجُب بالای کَیوان میکند<br>اس کی جدائی میں ہر صبح سر ہونے والے میرے آہ و نالے ستارہ زحل یعنی ساتویں آسمان کے پردوں کو جلانے کا ارادہ کرتے ہیں۔ |
| ۶ | چرخ چون تاب غمش ناوَرد زیزو ہر زمان<br>جان ما افسوس بر گردون سرکلش گردان میکند<br>چونکہ آسمان اس کا غم برداشت کرنے کی تاب نہ لا سکا۔ اس لئے ہر وقت ہماری جان اس گردش کرنے والے آسمان پر افسوس کرتی ہے۔ |
| ۷ | گردی و صلش بصد جانت میسر میشود<br>روگران جانی مکن چون دوست ارزان میکند<br>اگر سو جان کے بدلے میں تمہیں پل بھر کے لئے اس سے ملاقات ہوتی ہے۔ تو انکار نہ کرو۔ کیونکہ دوست نے اپنے سودے کی قیمت کم کر دی ہے۔ |

۸ جان کہ مشتِ خاک دامنگیر اوشد جان نبرد
کو بجرأت قصد خلوت گاہ سلطان میکند

جان جو اس کی مٹی کے ڈھلوان کے ساتھ اس طرح چمٹ گئی۔ کہ اسے نہ چھوڑ سکی۔ وہ پادشاہ کی خلوت گاہ میں جانے کی کیسے جرأت کر سکتا ہے۔

۹ گر بدین جان مُحَقَر از علای قانع اند
خوش برافشان گر چو لطفش کار آسان میکند

اگر وہ علائی کی اس معمولی جان کے تحفہ پر ہی راضی ہے۔ تو خوش ہو جاؤ۔ اگر اپنے لطف سے تیرا کام آسان کرتا ہے۔

# چہل اسرار

## غزل ۱۶

۱ ای راحِ روح پرور و ای ریح روح نام
بوی حیات از نفست می وَزَدْ مدام

اے وہ خوشبو جس سے روح پرورش پاتی ہے۔ اے وہ ہوا جو روح کہلاتی ہے۔ تیرے ہی دم سے زندگی کی سانس ہمیشہ چلتی ہے۔



۲ ہر صبحدم ز مجلس روحانیان قدس
مستقیان عشق تو را شربت ودام

پاک روحوں کی مجلس سے ہر صبح کی پیاس بجھے ہوؤں کو الفت کی شربت دائما پلائی جاتی ہے۔

۳ بر خاک کوی دوست گذشتی گر سحر
کز لطف جان فزای ہمہ راحتی و کام

اگر وقت سحر تو محبوب کے کوچے سے گذرے تو اس کی خاک تیرے لئے لطف جان اور راحت کا باعث ہوگی۔

۴ گر در مُرُاوقات جلالش رسی دمی
زین جان مستمند رسانی یکی پیام

اگر کسی وقت تجھے پل بھر کے لئے اس کی عظمت وجلالت کے خیمہ میں رسائی مل جائے تو اس غمگین کی طرف سے ایک التجا پہنچا دینا۔

۵ کین مفلس شکستۂ مہجور آن جناب
بر خاک راہ حیرت و میگویدت سلام

تمہاری درگاہ سے دور یہ مفلس شکستہ دل حیران ہے۔ اور سلام عرض کر رہا ہے

| | |
|---|---|
| ۶ | عمر یست تاز شدرۂ قربت فتادہ است<br>با دیو نفس در قفس طبع وبند کام<br>تم سے دور اسے ایک عمر ہو چکی ہے اور اسے نفس کی فریب کاریوں نے ہوس کا شکار بنادیا ہے اور اس کے سارے کام رکے پڑے ہیں۔ |
| ۷ | نی پای سیر و نہ رہ مقصود۔ نی قرار<br>نی صبر ونی اُمید مگر رافت کرام<br>اس میں نہ چلنے کی سکت ہے۔ اور نہ مقصود کا راستہ معلوم ہے نہ اسے قرار ہے۔ نہ صبر ہے اور نا امید مگر ہاں صرف اہل کرم کی نوازش کی آس ہے۔ |
| ۸ | درگاہ جود را چہ زیاں کردہ میشود<br>کار دوکون اگر کنی از یک نظر تمام<br>تمہاری جود وسخا کی درگاہ میں کیا کمی واقع ہوگی۔ اگر میرے دونوں جہاں کے کام اپنی ایک نظر سے سرانجام دے۔ |
| ۹ | دریای فضل موج کرم می زند ہر آن<br>مرکب علائیا! مگر آنجا کنی لگام<br>فضل وکرم کا دریا ہر وقت موجیں مار رہا ہے۔ مگر اے علائی۔ وہاں اپنی سواری کو لگام دے۔ |



# چہل اسرار

## غزل ۱۷

| | |
|---|---|
| ۱ | نقد حیات خواہی جان کن فدای جانان<br>کاین است در رہ عشق آئین مہربانان<br>اگر تمہیں زندگی کا مول چاہئے۔ تو اپنی جان محبوب پر فدا کر۔ کیونکہ راہ عشق میں یہی محبت کرنیوالوں کا طریقہ ہے۔ |
| ۲ | مستانِ جام شوقش بر بوی لطف ہر شام<br>بر درگہہ جلالش آیند جان فشانان<br>اس کے جام شوق کے متوالے۔ اس کے لطف کی بو سے ہر شام اس کی عظیم درگاہ پر اپنی جان چھڑکتے ہوئے آتے ہیں۔ |
| ۳ | آنانکہ زنگ ہستی از لوح دل زدودند<br>از جان نفور دارند دل در ہوای جانان<br>جنہوں نے دنیا کا رنگ (اپنے دل کی) تختی سے مٹا دیا ہے۔ وہ اپنی زندگی سے بیزار ہیں۔ اور اپنے دل میں صرف محبوب کے عشق کی ہی آرزو رکھتے ہیں۔ |

۴ مرغان سدره هر شب حیران و بیدلانش
چون در خروش آیند افسون عشق خوانان

سدرۃ المنتہیٰ کے جانور جو کہ اس کے حیران اور بے دل عاشق ہیں۔ ہررات عشق کا راگ الاپتے ہوئے وجد میں آتے ہیں۔

۵ از چشم بد نهانند وز خویشتن نهان تر
عالم شده سمن بو از خوی آن نهانان

وہ چشم سے پوشیدہ ہیں۔ اور اس سے زیادہ یہ کہ وہ اپنے آپ سے بھی چھپے بیٹھے ہیں۔ انہی چھپے ہوؤں کی خو اور خصلت سے سارا عالم معطر ہوا ہے۔

۶ چون تیره روزگاری زان ره نشان چه پرسی؟
گرره روی نشان جو از راه بی نشانان

بدنصیبوں کی مانند تم اس راستے سے نشان کیسے پوچھتے ہو؟ تمہیں تو بے نشانوں کے راہ سے اس راستے کا نشان ڈھونڈنا ہوگا۔



۷ گر کام خواهی از دوست ناکامی ست کامت
کز گلشن وصالش دورند کامرانان

اگر تم دوست سے کام چاہتے ہو یعنی تمہیں محبوب کی طلب ہے تو اس میں ناکام ہونا ہی تمہاری کامیابی ہے۔ کیونکہ کامیاب عاشق اس کے گلشن وصال سے دور ہیں۔

۸ عقل و دل اندرین ره جان را عقیله آمد
کاین کار باژگونه ناید زکار دانان

عقل اور دل اس راہ میں پاؤں کی بیڑیاں بنتے ہیں۔ اور عقلمند لوگ ایسا الٹا پلٹا کام نہیں کرتے

۹ در وصف سر حسنش گر لال شد علائی
خوش باش کآگاهست او از حال بی زبانان

اس کے حسن کے بھید کے توصیف کرنے میں اگر علائی کی زبان گنگ ہوگئی۔ تو تمہیں خوش ہونا چاہئے۔ کیونکہ وہ بے زبانوں کی حالت سے بخوبی واقف ہیں۔

# چہل اسرار

## غزل ۱۸

۱

تا چند داغ عشقش دارم نهفته در جان
پنهان چه دارم آتش چون دود نیست پنهان

اس کی محبت کا داغ اپنی جان کے اندر کہاں تک چھپاؤں۔ جب دھواں ہی نہیں چھپ سکتا۔ تو آگ کو کیسے چھپاؤں۔

۲

چون نیست درد عشقش دارو پذیر پس من
بیهوده چند پویم در آرزوی درمان

جب اس کا درد عشق قابل علاج ہی نہیں تو میں علاج کی آرزو میں کیوں مارا مارا پھروں

۳

داروی درد این ریش از هر طبیت مَیندیش
کین را دوا نیابی جز درد و داغ جانان

اس زخم کے درد کا علاج ہر طبیت کے پاس نہیں۔ کیونکہ اس (عشق) کی دوا محبوب کے داغ درد کے سوا کچھ بھی نہیں۔



۴

ادبار هستی ما شد پردهٔ جمالش
ورنه ز راه تحقیق خورشید نیست پنهان

ہماری زندگی کی بدبختی ہی اس کے حسن و جمال کے آگے پردہ بن گئی ہے۔ ورنہ سچائی یہ ہے کہ سورج چھپا ہوا نہیں ہے۔

۵

از من مجوی راهی چون رام نیست بختم
کی راه داند آنکو کز خویش گشته حیران

مجھ سے کوئی راہ نہ ڈھونڈ۔ جب کہ میرے نصیب میرا ساتھ نہیں دیتے جو شخص اپنے آپ میں حیران ہو گیا ہو۔ اس کو راستے کا کیا علم ہے۔

۶

دور حیات هستی آخر شود و لیکن
نبود بقای جان را هرگز فنائی دوران

جسمانی زندگی کا وقت ایک نہ ایک دن پورا ہو جائیگا لیکن روح تو جاودانی ہے اور یہ ہرگز فنا نہیں ہو سکتی۔

۷

هر دم که بی غم او از سر دل بر آید
آندم ز راه غیرت برجان ماست تاوان

ہر وہ سانس جو کہ اس کے غم کے بغیر دل سے نکلتا ہے وہ سانس از راہ غیرت ہماری جان پر جرمانہ ہے۔

| | |
|---|---|
| ۸ | بی امتثال امرش چشم امید مکشای<br>مرد آن بود کہ دارد بر دیدہ مہر فرمان<br>اس کے حکم کی تعمیل کے بغیر امید کی آنکھ مت کھول۔ کیونکہ مردود ہے۔ جو اپنی آنکھوں پر فرمانبرداری کی مہر رکھتا ہے۔ |
| ۹ | پایان راہ مردان فقد خود است ورنہ<br>ہر گز کس ای علائی راہ راندیدہ پایان<br>مردان خدا کے راہ کی اصلیت تو اپنی خودی کو مٹانا اور اپنے وجود میں کھو جانا ہے۔ ورنہ اے علائی۔ اس راستے کی انتہا تو کسی نے بھی نہیں دیکھی۔ |

# چہل اسرار

## غزل ۱۹

| | |
|---|---|
| ۱ | از کنار خویش مہ یابم دمادم بوی یار<br>زان ہمی گیرم بہر دم خویشتن را در کنار<br>میں ہر دم اپنے آغوش سے دوست کی بو پاتا ہوں۔ اسی لئے ہر دم خود سے بغل گیر ہوتا رہتا ہوں۔ |



| | |
|---|---|
| ۲ | چون کنارم رامیانی نیست پیدا ہر زمان<br>درمیان خون دل جانم غمش گیرد کنار<br>چونکہ میری آغوش کا کنارہ کسی زمانے میں پیدا ہی نہیں ہوا۔ اس لئے میرا دل خون سے لت پت اس کے غم کو میری جان کے ساتھ کنارے پر تھامے ہوئے ہے۔ |
| ۳ | چون میانش راکناری نیست زان در حیرتم<br>کان چنان نازک میانی ہست دایم در کنار<br>چونکہ میری آغوش کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔ اسی لئے میں حیران ہوں۔ میں اس لئے اس نازک میاں کو ہر وقت اپنے ساتھ کنارہ پر رکھتا ہوں۔ |
| ۴ | نی میانش راکناری نی کنارم را میان<br>درمیان آتش عشقش نمی یابم کنار<br>نہ اس کے میاں کی کوئی آغوش ہے اور نہ ہی میری آغوش کا کوئی میان۔ آتش عشق میں مجھے کوئی کنارہ نظر نہیں آتا۔ |

| | |
|---|---|
| ۵ | برکنارست آنکه سودای میانش در سراست<br>از میان آن بر خورد کز خود شود او بر کنار<br>جس کے سر میں اس کے عشق کا سودا سما گیا۔ وہ اس کی آغوش میں چلا گیا۔ جس نے درمیان ہی سے خود کو اس سے الگ کر لیا وہ خود ہی کنارے لگ گیا۔ |
| ۶ | نیست کس را از میانش جز کنار اندر دو کون<br>از میان اینچنین دولت کسی جوید کنار<br>اس کی ذات کی آغوش سے بڑھ کر کسی عاشق کیلئے دونوں جہاں میں اور کوئی دولت نہیں۔ اس طرح کی دولت کے درمیان سے بھلا کون کنارہ کرنا چاہتا ہے۔ |
| ۷ | از کناری گر علی بوی میانش یافتی<br>در خیال آن میان از خویش گشتی با کنار<br>اگر علی اس کے کنارے سے میانہ کی بو پالے تو اس میانہ کے خیال سے وہ اپنے آپ سے کنارہ کر لے گا۔ |



# چہل اسرار

## غزل ۲۰

| | |
|---|---|
| ۱ | عاشقان عکس رُخت در همه اشیاء بینند<br>سر سودای تو در سینه هویدا بینند<br>عاشق تمام چیزوں میں تمہارے چہرے کا عکس دیکھتے ہیں۔ تیری محبت کا راز انہیں اپنے سینے میں صاف نظر آتا ہے۔ |
| ۲ | هر کرا یک نفسی با تو مهیا گردد<br>دو جهان پیش درش عیش مهنا بینند<br>جس کسی کو بھی لحہ بھر کیلئے تمہارا قرب نصیب ہوا۔ اس کے دروازے کے سامنے دونوں جہاں عیش و مسرت دیکھتے ہیں۔ |
| ۳ | خاک راهی که سگ کوی تو بروی گذرد<br>توتیای رمد دیدهٔ بینا بینند<br>تیرے راستے کی خاک جس پر سے تیری گلی کا کتا گذرتا ہو۔ اس راہ کی گرد کو دیکھنے والی آنکھیں یعنی عاشق اپنی دکھتی آنکھوں کو سرمہ کا کام دیتی ہے۔ |

| | |
|---|---|
| ۴ | درد عشقت کہ حمایت گر ہر درمانست<br>خوش تر از مائدہ جنت ماوا بیند<br>تیرے عشق کا درد جو ہر علاج کا مددگار ہے اسے عاشق خوانِ جنت کی نعمتوں سے بھی زیادہ بہتر خیال کرتے ہیں۔ |
| ۵ | آتشی کز غم تو رخت دل وجان سوزد<br>از فروغ شررش نور تجلی بینند<br>وہ آگ جو تیرے غم میں عاشقوں کے دل وجان کا اثاثہ پھونک ڈالتی ہے۔اس کی ایک چنگاری کی چمک سے تیری تجلی کا نور دیکھتے ہیں۔ |
| ۶ | از وجوہ سنریہم خط اسما خوانند<br>پس بتحقیق ہمہ عین مسمیٰ بینند<br>قرآن کریم کی آیت "سنریہم" یعنی "ہم انہیں عنقریب اپنی نشانیاں حدودِ کائنات اور ان کے اپنے وجود میں دکھائیں گے" کے مطابق وہ ظاہری صورتوں اور اسباب کے سبب وہ تم کو مختلف ناموں سے یاد کرتے ہیں۔لیکن حقیقت میں تراہی مشاہدہ کرتے ہیں۔ |



| | |
|---|---|
| ۷ | ہر چہ ہست آن ہم آئینہ ذاتت دانند<br>روی مقصود در آن آئینہ پیدا بینند<br>جو کچھ موجود ہے اُسے تیری ذات کا آئینہ سمجھتے ہیں۔اور اسی آئینے میں انہیں اپنے مطلوب کی تصویر صاف نظر آتی ہے۔ |
| ۸ | عود جان راہمہ شب سوختہ در مجمر شوق<br>دم خوشبوی صبا در دل ازینجا بینند<br>وہ ہر رات اپنی جان کا عود (خوشبو) شوق کی انگیٹھی میں جلاتے ہیں۔اور صبح کے سہانے وقت اس خوشبو کو اپنے دل میں دیکھتے ہیں۔ |
| ۹ | دست ہمت بہ بد و نیک جہان نالایند<br>چون دل از ہر چہ دورنگست مبرا بینند<br>جب وہ اپنے دل کو ہر دوئی (یعنی تو الگ اور میں الگ) سے پاک وصاف دیکھتے ہیں۔تو وہ اپنی ہمت کا ہاتھ دنیا کی ہر اچھی اور بری چیز سے کھینچ لیتے ہیں۔ |
| ۱۰ | سالکان توشۂ این رہ ز فنا ساختہ اند<br>دولت آخرت از محنت دنیا بینند<br>سالکوں نے سفرِ عشق میں اس راستے کی دولت کو فنا کے راستے سے تیار کیا ہے۔اور دنیوی محنت ومشقت میں وہ آخرت کی دولت دیکھتے ہیں۔ |

۱۱ در لباس تعب و فقر بدو می نازند
کز پلاس غم او روح مسیحا بینند
وہ فقر اور زور مشقت کے لباس دونوں پر ناز کرتے ہیں۔ اور اس کے غم کے موٹے کپڑے میں روح کی مسیحائی دیکھتے ہیں۔

۱۲ "حفت الجنۃ" چو کردہ است علائی تحقیق
کز پیٔ رنج و تعب گنج مکافا بینند
علائی نے جب "حفت الجنۃ" یعنی (محنت و مشقت جنت کو گھیرے میں لیتی ہیں۔ اور نفسانی خواہشات دوزخ کی آگ کو گھیر لیتی ہیں۔) کی حدیث کی خود تحقیق تو اس نے تکلیف اور محنت کے پیچھے بھرپور خزانہ دیکھا۔

## چہل اسرار

### غزل ۲۱

۱ ای خوش آن دم کین دل از غوغا قدم بیرون زند
در فضای لامکان جان خیمہ بر گردون زند
وہ لمحہ کتنا اچھا ہوگا۔ جب یہ دل ہنگاموں کے باہر قدم رکھے گا۔ اور لامکان کی فضاؤں میں آسمان پر جان اپنا خیمہ لگائے گی۔



۲ چار طاق جسم با این ششدر وپنج آشیان
جملہ برہم سوزد و دل چتر برہامون زند
جسم کے چار طاق (عناصر اربعہ) اور یہ چھ دروازے (شش جہات) اور پانچ آشیاں (حواس خمسہ) ایک عارف کی نظر میں اس قسم کے طاق۔ دروازے اور مکان مثلاً آنکھیں۔ کان۔ ناک۔ منہ۔ معدہ۔ ہاتھ پاؤں۔ دل۔ اور سب اعضاء جل کر راکھ ہو جائیں گے تب میرا دل اپنا سائبان صحرا میں نصب کریگا۔

۳ بارگاہ انس در صحرای عزت بر کشد
منخش اسرار وطنابش ذوق و علم استون زند
عزت کی صحرا میں (قرب خداوندی) اپنا خیمہ برپا کرنے کیلئے اس کو راز کی میخیں۔ ذوق و شوق کی رسیاں اور علم کے ستون درکار ہیں۔

۴ عقل کلی دامن ہمت بر افشاند زخاک
مہر اقبال ابد بر بیہات مکنون زند
جب عقل کل اپنی ہمت کے دامن سے گرد جھاڑ دیگی۔ تو میری پوشیدہ جان یعنی روح پر ابد تک نہ مٹنے والی اقبال مندی کی مہر ثبت کریگی۔

| | |
|---|---|
| ۵ | چشم باهان ال گر برکند دست یقین<br>روح روحانی قدم در قدس باهارون زند<br>اگراس بات پرکامل یقین ہے تو "دنیاوی خواہشات" کوترک کردے۔ پھر دیکھ تیری روح کس مقام اعلیٰ کا سفر کریگی۔ اور حضرت ہارونؑ کے ساتھ ہمسفر ہوگی۔ |
| ۶ | از هوای نفس گر یکدم خلاصی باشدش<br>در هوای لامکان لاف از ملک افزون زند<br>اگراسے خواہش نفسانی سے ایک دم کیلئے بھی خلاصی نصیب ہوگی۔ تو وہ لامکان کی فضامیں فرشتوں سے بھی بڑھ چڑھ کر باتیں کریگا۔ |
| ۷ | عقل باچون وچرادر وحشت آباد بدن<br>مانده وبرطارم علوی دم بیچون زند<br>عقل کے ساتھ "کیوں اور کیسے" کی گرہ اس وحشت بھرے جسم میں رکھدی ہے۔ اور خود آسمان پر بیٹھا اپنی بے مثالی کا دم مارتا ہے۔ |
| ۸ | تاازین ظلمت سرای تیه حرمان نگذرد<br>دست همت در جناب کبریاي چون زند<br>جب تک وہ اس مایوسی اور بدنصیبی کے تاریک مکان سے باہر نہ آیگا اس وقت تک اس کے حوصلے کا ہاتھ بارگاہ الٰہی تک نہیں پہنچ سکتا۔ |



| | |
|---|---|
| ۹ | چون نسیم روح وریحان ریاض انس دید<br>پاي رفعت برسراین صورت مکنون زند<br>جب ریحان کی جانفزا خوشبو نے محبت و اُلفت کا باغ دیکھا تو اس پوشیدہ صورت پر اپنی رفعت کا پاؤں ماردیا۔ |
| ۱۰ | ارغنون عشق چون بانغمۂ توحید ساخت<br>مطرب شوق جمالش ناله ها موزون زند<br>عشق کے ساز نے جب نغمۂ توحید سے اپنی لے ملائی (یعنی جب سے عشق کا ساز توحید کے نغمے کے ساتھ مل گیا) تب سے مطرب شوق اس کے جمال کا راگ الاپنے لگا۔ |
| ۱۱ | گر رهد روزی علائی از کشا کشهای نفس<br>زین کشاکش گام جان بر نقد افلاطون زند<br>اگر کسی روز علائی نفس کی کھینچا تانی سے آزاد ہوا۔ تو اس کھینچا تانی کی بدولت اس کے جان کے قدم کی قیمت افلاطون کے ماحصل سے بھی بڑھ جائیگی |

# چہل اسرار

## غزل ۲۲

۱ ہر سحر گہ بوی زلفش دل ببالا میکشد
صورت موہوم راخط درمن وما میکشد

ہر صبح اس کے زلف کی خوشبو دل کو بلندی عطا کرتی ہے۔ اور "میں" اور "ہم" (یعنی انانیت اور خودی کے غرور) کے وہم وگمان پر خط کھینچ دیتی ہے۔

۲ سایہ در خورشید گم میگردد وسیرغ عقل
زال زار افتادہ را از تیہہ سودا میکشد

سورج کا سایہ گھٹ جاتا ہے۔ اور عقل کا سیمرغ۔ پریشان اور کمزور بوڑھے عاشق کو دیوانگی کے بیابان کی سرگردانی سے باہر کھینچ لیتا ہے۔

۳ جان خرامان میشود در ہودج غیب یقین
ہاتف ہمت دل از چاہ تمنا میکشد

جان آہستہ آہستہ اپنی آنکھوں سے دیکھنے کیلئے دربار مقدس میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور اس کی رحمت دل کو خواہشات کے کنویں سے اچک لیتی ہے۔



۴ دست غیرت گلخن از غولان نفسی کردہ پاک
رخت دل بر گلشن این سقف خضرا میکشد

غیرت مند ہاتھ جس کے آتش کدہ کو نفس کے شیطانوں سے پاک کر دیتا ہے۔ اور دل کو اس نیلے آسمان کے گلستان میں پہنچا کر نیا لباس پہناتا ہے۔

۵ چون حجاب ماسوی از دیدۂ دل دور شد
شبنم از صحرای کثرت سوی دریا میکشد

جب دل کی آنکھوں سے ماسو اللہ (یعنی خدا کے سوا اور کچھ بھی نہیں) کا پردہ اٹھ جاتا ہے۔ تو شبنم کثرت کے صحرا سے دریا کی طرف خود بخود دوڑتی ہے۔

۶ جزو کل جویان خاک کوی آن عالی مقام
ہر کہ یابد نکہتی عزمش باقصا میکشد

جزء ہو یا کل سب اس عالی مقام کوچے کی خاک تلاش کر رہے ہیں۔ جو چاہتا ہے کہ اس بلند مقام پر پہنچے۔ وہ عزم کی مہک سے پہنچ سکتا ہے (اس شخص کے ارادے میں پختگی ہونی چاہیے)

ہر کہ اورا کوئی وحدت جان خود راساخت ذوق
رایت عزوشرف را تا ثریا میکشد

جس نے اپنے ذوق وشوق سے وحدت کے کوچے میں جان کو کھپایا اس کے عزوشرف کا جھنڈا ثریا (بلند مقام ستارہ) تک پہنچ سکتا ہے۔

درخم زلفش چو پنھان گشتہ ہر پیدا کہ ہست
نور رویش آن نھان در خویش پیدا میکشد
جو کچھ بھی پیدا ہوا ہے۔ وہ اس کے زلف کے خم میں پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ تو اس کے چہرے کا نور اس پوشیدہ کو اپنے وجود میں ظاہر کر دیتا ہے۔

ابر جودش کو نثار فیض رحمت میکند
خاکیان خستہ را در صف اعلیٰ میکشد
اس کے جود وصفا کے بادل اگر رحمت کی بارش بن کر برستے ہیں۔ تو مٹی سے بنے ہوئے ناتواں پتلوں کو اوصاف اعلیٰ عطا کرتے ہیں۔

زبدۂ اسرار کون ونقد معیار وجود
در نہاد پیکر خاکی از آنجا میکشد
وہ جو کہ دونوں عالموں کے اسرار کا سرتاج اور زندگی کا حقیقی سرمایہ ہے۔ وہ اس وجود خاکی کو اٹھا کر وہاں پر لے جاتا ہے۔

چون علائی صید عنقای جلالش گشت از آن
بر ضمیرش داغ اشکال معما میکشد
علائی چونکہ اس کے جلال کے عنقا کا شکار ہو چکا ہے۔ اسی لئے اس ضمیر پر دشوار مسائل کے اشکال کے داغ پڑ رہے ہیں۔



# چہل اسرار

## غزل ۲۳

۱ اگر تو بر سر کویش دمی گذر یابی
کنوز غیب عالم بیک نظر یابی
اگر تیرا گذر لمحہ بھر کیلئے اس کے کوچے سے ہو۔ تو دونوں عالم کے چھپے ہوئے خزانوں کو ایک نظر میں دیکھ لے گا۔

۲ کلید عقدۂ ابواب بارگاہ جلال
توی اگر سر موئی زخود خبر یابی
بارگاہ جلال کے دروازوں کے راز کی کنجی تو خود ہی ہے۔ اگر تجھے اپنے وجود کی ذرا بھی خبر ہو۔

۳ چراغ مجلس روحانیان عالم قدس
ز سوز تست گر از شمع جان اثر یابی
اگر تو نے اپنے جان کے شمع سے اثر حاصل کر لیا ہے۔ تو دیکھ کہ عالم قدس کے روحانیوں کی مجلس کا چراغ تجھ ہی سے روشن ہے۔

| | |
|---|---|
| ۴ | نداری هاتف غیبی زلامکان هر دم<br>بگوش جان شنوی گر زخود خبر یابی<br>اگر تجھے اپنا پتہ مل جائے۔ یعنی معرفت نفس حاصل ہوجائے تو اپنی جان کے کانوں سے تجھے ہاتف غیبی کی آواز لامکان سے ہروقت سنائے دیگی۔ |
| ۵ | تو روضۂ دل اگر ز آب علم تازه کنی<br>بعاقبت ز ریاض وصال بریابی<br>اگر تو دل کے باغ کو علم کی آبیاری سے تر د تازہ رکھے گا۔ تو انجام کار وصال کے باغ کا میوہ حاصل کرے گا۔ |
| ۶ | سرِ یر سدۂ ایوان ہر کمال تراست<br>بر آستان جلالش رہی اگر یابی<br>اگر اس آستانہ جلال تک پہنچنے کیلئے کوئی راستہ مل جائے۔ تو ہر کمال کے ایوان کا چتر دتخت تیرا ہے۔ |



| | |
|---|---|
| ۷ | حجاب نقش تن از ماه روح بر خیزد<br>اگر ز آتش عشقش یکی شرر یابی<br>اگر تجھے اس کے عشق کی آگ کی ایک چنگاری حاصل ہوجائے۔ تو روح کے چاند سے جسم کا میل پردہ کے مانند اٹھ جائیگا۔ (یعنی روح صاف وشفاف ہوجائیگا) |
| ۸ | ریاض عالم جان مشکبوی گردانی<br>نسیمی از سر زلفش چو در سحر یابی<br>تیری زندگی کا باغ مشک بو ہوجائیگا اگر بوقت سحر اس کے عنایت کی لطیف ہوا کا ایک جھونکا بھی مل جائے۔ |
| ۹ | اساس خود چو بدانی تکبری بگذار<br>ز کارخانۂ عزت یقین ثمر یابی<br>اگر تجھے اپنی اساس یعنی حیثیت کا علم ہے۔ تو تکبری کو چھوڑ دے۔ پھر عزت کے کارخانے سے تجھے ضرور پھل مل جائیگا۔ |

| ۱۰ | اگر تو عالم وحدت یقین کنی از دل<br>رواق منظر جبروت را تو فریابی<br>اگر تو دل سے عالم وحدت میں یقین کرے۔ تو اس (خدا) کے عظمت کے خوبصورت دربار کا منظر دیکھے لگا۔ |
|---|---|
| ۱۱ | علائی از در امید رخ متاب دمی<br>ز فیض رحمتم عامش گمر اثر یابی<br>اگر تجھے اس کے رحمت عام کا ذرا سا فیض پہنچا ہے۔ تو علائی۔ ایک لمحہ کیلئے بھی اس کی امید کے دروازے سے منہ نہ موڑ۔ |

# چہل اسرار

## غزل ۲۴

| ۱ | تو کان گوہر کانی دکان گوہر نونی<br>چہ کاف ونون کہ ہم از کاف و نون توا فزونی<br>تم "کاف" اور "نون" یعنی کن فیکون۔ (یعنی ہو جا اور ہو گیا) کی موتیوں کی کان ہو۔ اور "کاف" اور "نون" کی بات ہی کیا۔ تم تو "کاف" اور "نون" سے بھی بڑھ چڑھ کر ہو۔ |
|---|---|



| ۲ | محیط گنبد دوار را توی مرکز<br>صفائی صحرۂ اسرار را تو استونی<br>اس گھومنے والے سبع چرخ آسمان کا مرکز بھی تو ہی ہے۔ اور اسرار کے اس پاک وصاف عمارت ستون بھی تم ہی ہو۔ |
|---|---|
| ۳ | زدور دایرہ گر سوی مرکز آیی باز<br>یقین بود کہ زہر وصف و وہم بیر ونی<br>اگر دائرے کے دور سے تو مرکز کی طرف پلٹ کر آؤ تو یقین جان کہ ہر تعریف اور ہر وہم کے گمان سے باہر آجائیگا۔ (یعنی ہر شئے سے بے نیاز ہو جائیگا) |
| ۴ | سپہر مطلع انوار آفتاب جلال<br>بگرد نقطۂ ذات تو کردہ گردونی<br>انوار کے طلوع ہونے کے مقام۔ یہ آسمان اور عظمت والا آفتاب۔ تیری ہی ذات کے نقطے کے گرد طواف کر رہے ہیں۔ |
| ۵ | ظہور سر کمالات سرمدی از تست<br>اگرچہ خازن اسرار را تو مخزونی<br>ابدی کمالات کے تمام بھیدوں کا ظہور تجھ سے ہے۔ اگر چہ اسرار کے دولت کے محافظ کیلئے خزانے کا مال وزر تم ہی ہو۔ |

| | |
|---|---|
| ٦ | قباب عزت پردۂ جمال تو شد<br>تولیٰ کہ در صدف علم دُرّ مکنونی<br>اُس کے عزت کی چادر تیرے حسن کا پردہ بن گئی ہے۔ تیری ذات علم کی سیپی میں چھپا ہوا موتی ہے۔ |
| ٧ | لوای عزّ بر سدرۂ قدم زدہ اند<br>عزیز سدرہ اہل صفا نہ اکنونی<br>تیری عزت کا جھنڈا ابدیت کے اعلیٰ مقام پر گاڑا گیا ہے۔ تیرا بزرگ ہستیوں کی صف میں عزیز (یعنی پیارا ہونا) آج کی بات نہیں ہے۔ |
| ٨ | دفین مخزون لاہوت را کہ کون ومکان<br>نداشت طاقت دیدار آن مدفونی<br>مملکت لاہوت کے خزانے کی وہ دولت جس کو کون ومکان دیکھنے کی تاب نہ لا سکے۔ تو ہی ہے جو اس خزانہ میں پوشیدہ اور چھپے ہوئے ہو۔ |
| ٩ | علائیا گراز این حال حیرتست ترا<br>امید قطع مکن چون بوقت مرہونی<br>اے علائی اگر تجھے اس حالت سے حیرت ہے۔ تو امید قطع مت کرو۔ تو بھی آخر وقت کے ساتھ بندھا ہوا ہے (یعنی اپنے وقت پر امید بر آئیگی) |



# چہل اسرار

## غزل ۲۵

| | |
|---|---|
| ١ | گر بر اندازد زمانی از جمال خود نقاب<br>از خجالت در کسوف آرد رخ خود آفتاب<br>اگر تو کبھی بھی اپنے چہرے کی خوبصورتی سے نقاب اٹھادے۔ تو مارے شرم کے آفتاب خود کو گہن چھپا لیگا۔ |
| ٢ | در نسیمی از رہ لطفش بدوزخ بگذرد<br>بندیان حبس آتش ذوق یابند از عذاب<br>اور اگر اس کی لطف و مہربانی سے اس کی تھوڑی سی خوشبو بھی جہنم میں سے گذرے تو اس آتش خانے میں بندقیدی عذاب میں بھی لذت پانے لگیں گے۔ |
| ٣ | در بہشت از جلوۂ حسنش شود خالی دمی<br>سلسبیل وسایۂ طوبیٰ شود اندر حجاب<br>اور اگر جنت اس کے حسن کی تجلی سے ایک لمحہ کیلئے بھی خالی ہو جائے تو سلسبیل کا شیرین چشمہ اور درخت طوبیٰ کا فرحت بخش سایہ بھی پردے میں چھپ جائیگا۔ |

۴ با صفای لذت دردش نعیم خلد ہیچ
باخیال دولت وصلش ہمہ عالم سراب

بہشت کی نعمتیں اس کے درد کی لذتوں کی صفائی کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں اور سارا عالم اس کے وصل کی دولت کے خیال کے مقابلے میں ایک سراب (یعنی فریب اور بے حقیقت) ہے۔

۵ قطرۂ از جام وصلش گربکام جان رسد
تاقیامت مست افتد برندارد سرز خواب

اگر اس کے وصل کے درد کے پیالے سے ایک قطرہ ہی روح کو مل جائے۔ تو قیامت تک مست ہوکر اپنا سر اس خواب کے تصور سے نہیں اٹھائے گا۔

٦ بی خمار ار مستی خواہی زہستی گوشہ گیر
ور حیات جاودان خواہی طلب کن زان شراب

اگر تم بغیر نشہ کے مستی چاہتے ہو۔ تو اپنی ہستی یعنی خودسری سے کنارہ کرلو۔ اور اگر دائمی زندگی چاہتے ہو تو وہی شراب ڈھونڈ لو۔

٧ بادۂ غم نوش اگر خواہی رہای زین خمار
راہِ رندان گیر اگر جوي تو قرب آنجناب

اگر تم اس نشے سے رہائی چاہتے ہو۔ تو غم کی شراب پی لو۔ یعنی غم عشق میں مبتلا ہو جاؤ۔ اگر تمہیں آنجناب کی بارگاہ کے قرب کی تلاش ہے تو رندوں کا راستہ (یعنی عاشقوں کا راستہ) اختیار کرلو۔



٨ روز بازاری کہ رندان راست ہر دم در غمش
زاہد اندر عمر ہا ہرگز نہ بیند آن بخواب

ہر روز بازار میں جس طرح کی چہل پہل اور کیف و سرور رندوں کو اس کے غم میں ہر وقت حاصل ہے۔ وہ زاہدوں یعنی خشک پرہیزگاروں کو عمر بھی خواب میں بھی میسر نہیں آ سکتی۔

٩ مُہر مہر او بس است ای دل دم از وصلش مزن
سایہ را خورشید کی بود رائ صواب

اس کی محبت کی مُہر تمہارے لئے کافی ہے۔ اس لئے اے دل ایک دم بھی اس کے وصل کے شوق سے خالی نہ کھ یہ کون سی صحیح رائے ہے۔ کہ سایہ آفتاب کی تلاش کرے۔

١٠ در پی عنقا چہ پوي آخر ای مور ضعیف
مجلس جانان چہ جوي آخر ای خانہ خراب

اے ناتواں چیونٹی عنقا کے پیچھے کیوں دوڑتی ہے اور اے بے خانماں دیوانے تو کیوں کر محفل محبوب یعنی عاشقوں کی محفل ڈھونڈتا پھر رہا ہے۔

١١ گرجہانی چون علائی ہر دم آنجا شد فنا
قطرہ در دریا فتاد وباز شد آبی بآب

اگر علائی کی طرح دنیا ہر دم اس میں فنا ہوگئی تو کیا ہوا۔ قطرہ دریا میں گر گیا۔ فنا ہوگیا۔ اور اس طرح پانی پانی میں مل گیا۔

# چہل اسرار

## غزل ۲۶

۱ برجان مستمندان داغی زغم نہادند
کز سوز او دو عالم در حیرت اوفتادند
ناتوان عاشقوں کی جان پر انہوں نے غم کا ایسا داغ لگایا ہے۔ جس کی تپش سے دونوں عالموں کی حیرت میں ڈال دیا ہے۔

۲ چون بر در جلالش عالم جوی نیرزد
بر ہر گدای مفلس این در چرا کشادند؟
جب اُس کی عظمت کے دروازے پر سارا عالم ایک دانے کی قیمت نہیں رکھتا ہے۔ تو پھر ہر مفلس فقیر پر وہ اس دروازے کو کیوں کر کھول سکتا ہے؟

۳ بوئی ز زلف آن مہ بگذشت بر دو عالم
ذرات کون از آنبو مست می ودادند
اس ماہ کے زلف کی ذراسی خوشبو دو جہانوں میں پھیل گئی۔ تو اس کائنات کا ذرہ ذرہ اس خوشبو کی مئی الفت سے مست ہو گیا۔



۴ چندین ہزار بیدل بر بوی آن سعادت
دل ہانثار کردند جان ہا بباد دادند
اس سعادت کی خوشبو پر کتنے ہی ہزار عاشقوں نے اپنے دل قربان کئے ہیں اور جانیں نچھاور کر دی ہیں۔

۵ مستان حضرتش را آرام گاہ بلا شد
باصد ہزار محنت بریادِ دوست شادند
اس کی بارگاہ کے متوالوں کیلئے راحت کی جگہ بھی مصیبت بن گئی۔ اور لاکھوں محنت کرنے کے باوجود (سختیاں جھیلنے کے باوجود) دوست کی یاد میں خوش ہیں۔

۶ قومی کہ پی نبردند بوي ز خاک آن در
در راہ کشف و تحقیق آنہا کم از جمادند
جس قوم کو اس کے دروازے کی مٹی کی خوشبو کو کائی پتہ نہیں لگا وہ عیاں کرنے اور پرکھ کرنے میں (کشف و تحقیق کے راستے میں) جمادات یعنی پتھروں سے بھی کم ہے۔

۷ چون دید آن ندارند تاروئ دوست بینند
از مادر طبیعت گویا مگر نزادند
جب ان کی آنکھیں ہی نہیں ہیں۔ جن سے وہ دوست کا چہرا دیکھ سکیں۔ تو ایسا ہی ہے۔ جیسے وہ پیدا ہی نہیں ہوئے ہیں۔

| ۸ | سرگشتگان راهش بر نفس اگر سوار ند<br>هر گز عنان همت در دست او ندادند<br>اس کی راہ کے حیران راہی اگر اپنے نفس پر سوار ہیں۔ تو وہ اپنے ہمت کی لگام نفس کے ہاتھ میں کبھی نہیں دیتے۔ |
| --- | --- |
| ۹ | شوریدگان عشقش برچار سوی غیرت<br>پیوسته چون علائی با خویش در جهادند<br>اسکے عشق کے متوالے غیرت کے چار جانب علائی کی طرح مضبوطی کے ساتھ اپنے نفس سے جہاد کرنے میں لگے ہیں۔ |

## چہل اسرار

### غزل ۲۷

| ۱ | میان آب حیاتی و آب می جوي<br>فراز گنجی و از فاقه در تگ و پوي<br>تو آب حیات کے بیچ میں کھڑا ہے۔ اور پھر بھی پانی ڈھونڈتا ہے۔ تو وسیع خزانے کا مالک ہے۔ اور پھر بھی بھوک کی وجہ سے تگ و دو میں لگا ہوا ہے۔ |
| --- | --- |



| ۲ | تو کوئے دوست همی جوي و نمی دانی<br>که گر نظر بحقیقت کنی تو آن کوي<br>تو دوست کوکوچہ تلاش کر رہا ہے۔ اور یہ نہیں جانتا۔ کہ اگر حقیقت پر نظر کرو۔ تو وہ کوچہ خود ہی ہو۔ |
| --- | --- |
| ۳ | رخی که آئینه بنموده است نیز از تست<br>چونیک در نگری اصل وفرع آن روي<br>جو چہرہ تجھے آئینہ نے دکھایا وہ تو تیرا ہی ہے اگر اپنے اندر ٹھیک سے جھانک کر دیکھے تو اصل میں اس چہرے کا کھرا کھوٹا تجھے خود نظر آئے گا۔ |
| ۴ | زبوی زلفش از آن غافلی که مزکومی<br>ورنه از خم زلفش تو خود یکی موي<br>تو اس کے زلفوں کی خوشبو سے اس لئے غافل ہو۔ کہ تجھے زکام ہو گیا ہے۔ ورنہ تو خود اس کی زلف کا ایک خم ہے۔ |
| ۵ | سرداق جبروتی معطر از دم تست<br>تو مشک طیبی واز جهل جیفه می پوي<br>اس کی عظمت کا اعلیٰ دربار تیرے ہی دم سے معطر ہے۔ تو خود ایک بہترین اور پاک عطر ہو۔ مگر نادانی کی وجہ سے بدبو کی تلاش میں سرگرداں ہو۔ |

| ٦ | حقایر ملکوت از تو زیب می یابد<br>تو در مزابل طمع دھوا چہ می جوي<br>عالم ملکوت کے بلند و بالا محل تیرے ہی وجود سے زیب و زینت پاتے ہیں۔ مگر تو خود نفسانی خواہشات کے ناپاک ڈیروں میں نہ معلوم کیا ڈھونڈ رہا ہے۔ |
|---|---|
| ٧ | گلی ز گلشن وصلی فتادہ اندر خاک<br>میان گلخن حرص وحسد چہ می پوي<br>تو وصل کے باغ کو پھول ہے۔ مگر مٹی میں گرا پڑا ہے۔ لالچ اور حسد کے آتش کدے میں تو بھلا کیا ڈھونڈ رہا ہے۔ |
| ٨ | بہ بزم مجلس خاصش علائیا نفسی<br>رہت دھند اگر دست ز خود شوي<br>اے علائی۔ اس کی مجلس خاص میں دم بھر کیلئے جانے کیلئے تجھے راستہ مل جائیگا۔ اگر تو دل کی خودی اور غرور کو دھو ڈالے۔ |



# چہل اسرار

## غزل ۴۸

| ١ | تا نیفشانی درین رہ دامن از جان وجہان<br>در جہان و جان نیابی فیض اندر سرجان<br>اگر اس راستے میں تو جان و جہان دونوں سے دامن نہ جھاڑ لے تب تک تجھے روح میں چھپے ہوئے بھیدوں کا فیض نہ جان میں مل سکتا ہے اور نہ جہاں میں۔ |
|---|---|
| ٢ | گرزنی بر سدّ یاجوج ہوا یکدم قدم<br>از نسیم صبح اسرار قدم یابی نشان<br>اگر خواہشوں کے دیو کی دیوار کو تم ایک مضبوط لات مارو گے تو صبح کی ہوا سے تم اسرار الٰہی کے نشان پاؤ گے۔ |
| ٣ | چند برفوت منال عاریت نالی ز دہر<br>تا کی از بہر مراد تن بغم داری روان<br>تو کب تک اس ادھار مال کے ختم ہونے کی وجہ سے زمانے سے نالاں رہے گا۔ اور اس جسم کی خاطر تم کب تک اپنی جان کو غم میں گھلاتا رہے گا۔ |

۳ خاکدان دیو با غولان نفسانی گذار
عیش باروحانیان کن برتراز ہفت آسمان
مٹی سے بنا یہ جسمانی دیو نفس کے بھوتوں کے آگے ڈال دو۔ اور خود سات آسمانوں سے اوپر اور پرے پاک رُوحوں کے ساتھ عیش کرو

۴ روح انوار صفا از بی صفایاں تو مجوی
یُمنِ آثار ہما از منظر بومان مدان
روح کی پاکیزگی اہل صفا میں ملے گی۔ گناہگاروں میں اُسے تلاش نہ کر۔ ہما کے مبارک آثار الوؤں کے ہاں نہیں ہوتے۔

۵ نالہ را ہمدم گزین وسایہ را ہمسایہ گیر
جام غم بر روی ایشان نوش کن درہرزمان
آہ وزاری کو اپنا ساتھی بناؤ۔ اور اپنے سایہ کو اپنا ہمسایہ بنا کر پکڑلو۔ اور غم کے جام ان کے روبرو ہر وقت پیتا جا۔

۶ بیدلان راساقی از اشک است ومطرب آہ دل
عاشقان رالذت از درداست وراحت سوز جان
عاشقوں کا ساقی ان کے آنسوں اور ان کا نغمہ سرا ان کے دل کی آہین ہیں عاشقوں کو درد سے لذت ملتی ہے۔ اور روح کو تپش سے راحت



۷ عشق سلطان است چون مہمانت باشد نزل او
دیدہ و دل ساز وجان شکرانہ آر اندر میان
عشق ایک بادشاہ ہے۔ جب وہ تیرے گھر مہمان ہو کر آئے۔ تو مہمان نوازی میں اپنی آنکھیں اور دل فرش راہ کر۔ اور جان کو شکرانے میں اس کے سامنے رکھ دے۔

۸ عشق جانان آتش وجان علائی خس بود
خس چودر آتش فناشد دیگر اور راخس مخوان
محبوب کا عشق آگ ہے۔ اور اس میں علائی کی جان خس وخاشاک کی طرح ہے۔ جب خس وخاشاک آگ میں فنا ہو گئے۔ تو اب اس کو "خس" نہ کہو۔

## چہل اسرار

### غزل ۲۹

۱ سیر ہمای عشقش والا بود ہمیشہ
ظل جلال حکمش برپا بود ہمیشہ
اس کے عشق ہما کی اڑان ہمیشہ بلند رہتی ہے۔ اور اس کے حکم کی بڑائی کا سایہ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔

۲

چون مسند جلالش دلهای بید لانست

پس شاهباز حسنش اینجا بود همیشه

چونکہ اس کی پُرعظمت تکیہ گاہ عاشقوں کا دل ہے۔ اس لئے اس کے حسن کا شہباز وہیں رہتا ہے۔

۳

بوئی زخاک کویش برجان ہر کہ آمد

انفاس مشکبارش بویا بود همیشه

اس کی گلی کی خاک کی خوشبو جس کے جان تک پہنچ گئی۔ اس کے مشکبار سانسوں میں ہمیشہ خوشبو بستی رہتی ہے۔

۴

وآن کو عمای غفلت پوشیده چشم سرش

حظِ وی از مسمّٰی اسماء بود همیشه

اور جس کے آنکھوں کو غفلت کے پردوں نے ڈھک لیا ہے۔ اُس کو ہمیشہ خوشی اصلی نام کے بجائے اسم بامی (نام کے صفات اور اثرات) میں ہی ملتی ہے۔

۵

زیب جمال معنی چون نور معرفت شد

سیر صفای عارف زیبا بود همیشه

جب نور معرفت باطنی خوبصورتی کی زینت ہوئی۔ تو عارفوں کی پاکیزہ سیرت ہمیشہ بنا کر دے گی۔



۶

ہر کو ندید رویش کور دو عالم آمد

و آنرا کہ دیدہ واشد بینا بود همیشه

جس نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا۔ وہ دونوں جہاں میں اندھا رہا اور جس کی آنکھیں (حقیقت پر) کھل گئیں۔ وہ ہمیشہ کیلئے بیدار رہتا ہے۔

۷

جائی کہ سوز عشقش منزل کند زمانی

لذات جاودانی آنجا بود همیشه

جس جگہ اس کے عشق کا درد کچھ دیر کیلئے قائم کرتا ہے۔ وہاں ہمیشہ رہنے والی لذتیں موجود رہتی ہیں۔

۸

سودائی وصالش شیدای انجمن شد

بر آفتاب ذرہ شیدا بود همیشه

اس کے وصال کے دیوانے اس کی محفل میں پہنچنے کے مشتاق ہیں۔ جیسے ذرہ آفتاب پر ہمیشہ شیدا ہوتا ہے۔

۹

بر در گہش علائی از ما و من گذر کن

زیرا کہ بزم عشقش بی ما بُود همیشه

اے علائی۔ اس کے آستانے پر "ہم اور" "میں" کے تفرقے سے گزر جا کیونکہ اسکی محفل عشق لفظ "ہم" یعنی انا کے بغیر ہمیشہ رہے گی۔

# چہل اسرار

## غزل ۳۰

| | |
|---|---|
| ١ | گر نسیم وادی اسرار خواہی تن گداز<br>ور تجلی جمال یار خواہی جان بباز<br>اگر چاہتا ہے۔ کہ اسرار یعنی بھیدوں کی وادی کی خوشبو دار ہوا مل جائے۔ یعنی اسرار خداوندی حاصل ہوں۔ تو جسم کو مٹا دو۔ اور بدن کو پگھلا دو۔ اور اگر دوست کے خوبصورت چہرے کے دیدار کرنے کا شوق ہو۔ تو اپنی جان نثار کر۔ |
| ٢ | تن چو زندان است وجانت بند راہ جان جان<br>جان جان گر بایدت با بندو با زندان مساز<br>جسم تیرا تو قید خانہ ہے۔ اور تیری جان محبوب حاصل کرنے میں راستے کی رکاوٹ ہے اگر تمہیں محبوب (جان جاناں) چاہیے تو اس قید خانے اور راستے کی رکاوٹ سے دوستی نہ رکھ۔ یعنی فنافی اللہ ہو جا۔ |



| | |
|---|---|
| ٣ | ہرچہ غیر اوست دشمن دان تو اندر راہ دوست<br>در حضور دشمنان بادوست نتوان گفت راز<br>جو کچھ ماسوا اللہ ہے اس کو تو دوست کے راستے کا دشمن سمجھ دشمن کی موجودگی میں دوست کے ساتھ رازکی باتیں کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ |
| ٤ | شیوۂ رندان این درگاہ جانبازی بود<br>چون تو ایں بازی نداری در رہ اوکج مباز<br>اس درگاہ کے رندوں کا دستور اپنی جان سے کھیلنا ہے۔ اگر تم کو اس کھیل کی واقفیت نہیں ہے۔ تو پھر اس میدان میں غلط چال نہ چل۔ یعنی غلط کھلاڑی نہ بن۔ |
| ٥ | طاعت و زہد ریای رابرین در قدر نیست<br>تحفۂ آنجا نیارد کس بجز سوز وگداز<br>دکھاوے کی ریاضت اور طاعت یعنی فرمانبرداری کی اس دروازے پر کوئی قدر وقیمت نہیں۔ سوز وگداز کے بغیر کوئی اس جگہ سے کوئی تحفہ نہیں لا سکتا۔ |
| ٦ | پیش بارانِ بلای دوست ہر کو سرنھاد<br>بر فراز طارم علوی کنندش سر فراز<br>جس نے دوست کی آزمائشوں کی بارش کے آگے سر جھکا دیا۔ تو اسے عالم بالا کی سب سے اونچی جگہ پر سرفراز کیا جاتا ہے۔ |

| ۷ | باغم عشقش تو از لذات جسمانی مگو<br>باوجود روضۂ رضواں تو از گلخن مناز<br>اس کے عشق کا درد ہوتے ہوتے جسم کو آرام وراحت دینے والی چیزوں کے متعلق مت کہو۔ باغ جنت کے ہوتے ہوئے تو آتش کدہ پر ناز نہ کر۔ |
|---|---|
| ۸ | فیض روح القدس اگر خواہی تو اندر سیر جان<br>مرکب حرص و ہوا را درپی غولان متاز<br>اگر تو اپنی جان کے اندر روح القدس (جبرئیل علیہ السلام) کا فیض چاہتا ہے۔ طمع اور لالچ کی سواری ان شیطانوں کے پیچھے مت دوڑا۔ |
| ۹ | چتر رفعت برسر کیوان علائی میزنی<br>چشم ہمت گر ازین دونان بہ بندی ہچو باز<br>اے علائی۔ تم اپنی بلندی کا خیمہ ساتویں آسماں پر گاڑ دو گے۔ اگر تم ہمت کی آنکھیں باز کی طرح ان بدفطرت اور کمینہ لوگوں کی جانب سے بند کر لے۔ |



# چہل اسرار

## غزل ۳۱

| ۱ | آنکہ از سایۂ لطف تو نشانی یابد<br>ہر کہ بیند رخ او تازہ روانی یابد<br>جو کوئی تیری عنایت کے بدولت محبوب کی کوئی نشانی حاصل کرے۔ تو کوئی بھی اس کے چہرے کو دیکھ لے۔ اس کے روح کو تازگی ملتی ہے۔ |
|---|---|
| ۲ | وانکہ برخاک سر کوي تو منزل سازد<br>عیش صد سالہ در این راہ زمانی یابد<br>جو لوگ تیرے کوچے کے آس پاس اپنی منزل بناتے ہیں۔ انہیں ایک آن میں سو سال کا عیش وراحت حاصل ہو جاتا ہے۔ |
| ۳ | تشنہ وصل تو چون راہ خیالت سپرد<br>نزل رہ ہر نفسی ملک جہانی یابد<br>تمہارے وصل کے پیاسے نے جب تمہارے خیال کا راستہ پکڑ لیا۔ تو اس راستے کے ہر سانس کے عوض ضیافت کی شکل میں ایک نئی دنیا پاتا ہے۔ |

| | |
|---|---|
| ۴ | لذت درد تو هر مرده دلی کے یابد<br>دولت آن یافت که از درد تو جانی یابد<br>(اے خدا) تیرے درد کی لذت ہر مردہ دل کو کہاں مل سکتی ہے۔ یہ دولت تو وہ پالیتا ہے۔ جسے اس درد سے زندگی ملتی ہے۔ |
| ۵ | دل گمان برد که ذوقی زغمت یافته است<br>این نه گنجی است که هر کس بگمانی یابد<br>دل نے خیال کیا۔ کہ اس نے غم کی لذت حاصل کی ہے۔ لیکن یہ وہ خزانہ نہیں ہے۔ جو ہر کسی کو صرف خیال یعنی گمان سے مل جائے۔ |
| ۶ | وصف سوز غم هجر تو کسی را شاید<br>که به هر موی از این شیوه زبانی یابد<br>تمہاری جدائی میں غم کے آگ کی خوبیاں بیان کرنا اسے زیب دیتا ہے، جس کا ہر بال اس کے بیان کیلئے زبان بن جائے۔ |
| ۷ | هر که در ملک غمت نیست ندارد عیشی<br>ای خوش آن دل که درین کوی مکانی یابد<br>جو تیرے (خدا) کے غم کے ملک میں نہیں ہے۔ اسے کوئی نعمت میسر نہیں۔ کیا اچھا ہے وہ دل جسے اس کوچہ میں ٹھکانہ مل گیا۔ |



| | |
|---|---|
| ۸ | گر کنی بر دل پُر درد علای نظری<br>از جفا های فلک یک ره امانی یابد<br>اگر تو علائی کے درد بھرے دل پر ایک نظر ڈالے گا۔ تو وہ آسمان کی ستم رانیوں سے بالکل امان پائے گا۔ |

## چہل اسرار

### غزل ۳۲

| | |
|---|---|
| ۱ | صبح وصلم دمد از مشرق رویت روزی<br>شب هجرم شود اندر سر مویت روزی<br>ایک دن تیرے روئے انور سے میری صبح وصال چمک اٹھے گی۔ (ہر صبح مشرق سے سورج نکلتا ہے۔ اور صبح روشن ہو جاتی ہے) اور ایک روز یہ جان شب فراق میں تیری زلفوں کے ایک بال کی مانند سیاہ ہو جائیگی۔ |
| ۲ | نور خورشید امیدم که فرو شد زغمت<br>هم بر آید زره مطلع کویت روزے<br>میری امید کے سورج کی روشنی تیرے غم میں کم ہو گئی ہے پھر ایک دن تیرے کوچے سے یہ روشنی دوبارہ طلوع ہوگی۔ |

| | |
|---|---|
| ۳ | دل کہ خو کردۂ لطف است بخوان میگردد<br>تاکہ بوئی رسدش از گل رویت روزی<br>دل جو کہ تیری مہربانیوں کا عادی ہوگیا ہے۔ اب وہ اس مرحلے میں ہے۔ کہ کسی روز تیرے گلاب جیسے چہرے کی مہک اسے پہنچے |
| ۴ | چتر اقبال بر افلاک رساند بختم<br>گر بیابد اثر میل ز سویت روزی<br>اگر نصیب کو تیرے رجحان کا ذرا سا بھی پتا مل جائے۔ تو میرے اقبال کا چتر آسمان پر پہنچ جائے۔ |
| ۵ | تشنگان طلب بادیۂ ہجران را<br>شربت وصل رسد بر لب جویت روزی<br>جدائی کے صحرا میں سرگرداں پھرنے والے طلب کے پیاسوں کو ایک روز تیری نہر کے کنارے وصل کا شربت حاصل ہوگی۔ |
| ٦ | ہر کہ سر گشتۂ چوگان غمت گشت چوگوي<br>سر چو چوگان نهد اندر سر کویت روزی<br>جو تمہارے غم کی ہاکی سے "گیند" کی طرح حیران و پریشان لڑھکتا رہا۔ وہ "ہاکی" کی ہی طرح ایک دن اپنا سر تمہارے کوچے میں رکھ دے گا |



| | |
|---|---|
| ۷ | سوخت بر درگہہ تو جان علائی عمری<br>بامیدی کہ شود زندہ بویت روزی<br>علائی نے ایک عمر تک تیرے آستانے پر اس امید سے اپنی جان جلائی ہے۔ کہ ایک دن تیری خوشبو پا کر زندہ ہو اٹھے گا۔ |

## چہل اسرار

### غزل ۳۳

| | |
|---|---|
| ۱ | آنکہ بر ہر ورقی عکس جمال تو ندید<br>غرق آبی ست کہ یک قطرہ بلذت نچشید<br>جو ہر ورق پر تمہارے حسن کا عکس نہ دیکھ سکا۔ وہ ایسے پانی میں غرق ہے۔ جس کے ایک قطرے کی لذت بھی اس نے نہیں چکھی۔ |
| ۲ | در زکام غم عشق تو فرو رفت بخاک<br>آنکہ از طرۂ مشکین تو بوئی نشنید<br>جس نے تیری مشکیں زلفوں کی بو نہیں سونگھی۔ وہ تیرے جدائی کی غم کے زکام میں ہی مر گیا۔ |

۳ هر که بیرون ز خود اندر طلبت سعی نکرد
از پی آب چو ماهی همه عمر طپید

جس نے اپنے وجود سے باہر نکل کر تیری طلب میں جدوجہد نہیں کی وہ مچھلی کی طرح پانی کے طلب میں ساری عمر تڑپتا رہا۔

۴ آنکه باعقل طلب کرد همه عمر نیافت
و آنکه بی خویش در آمد بیکی لحظه رسید

جس نے عقل کے ذریعے تجھے تلاش کیا۔ اسے ساری زندگی کچھ نہ ملا۔ اور جو اپنے آپ سے بیگانہ ہو کر چلا آیا وہ ایک لمحہ میں منزل پر پہنچ گیا۔

۵ خواب جهل از حرم قرب مرا دور فکند
ورنه نزدیک تر از دوست کسی هیچ ندید

جہالت کی نیند نے مجھے قربت کے حرم خانہ سے دور پھینک دیا۔ ورنہ دوست (خدا) سے زیادہ نزدیک کسی اور کو نہ دیکھا۔

۶ از تجلی جمالش همه ذرات وجود
مست عشقند ببادی که از آن کوی وزید

اس کے جلوۂ حسن سے کائنات کے تمام ذرات۔ اس کوچے سے چلنی والی ہواؤں سے عشق میں مست ہیں۔



۷ همه پروردهٔ لطفند چه هشیار و چه مست
همه در عین وصالند چه پیر و چه مرید

تمام عاشق خواہ وہ مست ہیں یا ہوشیار۔ اسی کے لطف و کرم کے پروردہ ہیں۔ اور کیا پیر کیا مرید۔ سب کے سب عین وصال میں ہیں۔

۸ چون تو او ره همه بینی همه دانی بیقین
یافتی گنج حقیقت که بران نیست مزید

جب تو اسے یقین کے ساتھ ہر شے میں دیکھے۔ اور سمجھے گا۔ تو تجھے حقیقت کا ایسا خزانہ حاصل ہوگا۔ جس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں۔

۹ پرتو عکس رخت چون زپس پرده بتافت
شبنم جان علائی سوی خورشید کشید

اسکے چہرے کے عکس کی چمک جب پردے کے پیچھے سے چمکی۔ اس نے علائی کے روح کی شبنم کو سورج کی طرف کھینچ لیا۔

# چہل اسرار

## غزل ۳۴

| | |
|---|---|
| ۱ | زعکس روی تو یابند مقبولان ہدایت ہا<br>زخاکِ کوئی تو یابند مسعودان سعادت ہا<br>تیرے مقبول بندے تیرے چہرے کی عکس سے ہدایت پاتے ہیں۔ اور سعادت مند تیری گلی کی گرد سے نیک بختی حاصل کرتے ہیں۔ |
| ۲ | تو آن انفاس رحمانی کہ جان ہا از دمت یابند<br>تو آن دریائے غفرانی کہ میشوی خجالت ہا<br>تو رحمت کے ایسے انفاس رحمانی (سانسیں) ہو کہ جن کے دم سے جانیں زندہ ہیں اور مغفرت کے وہ دریا ہو جو شرمندگیوں کو دھو ڈالتا ہے۔ |
| ۳ | قباحت ہای فعل ما کہ سگ زان عار میدارد<br>بغیر از پردۂ عفوت کہ پوشد این قباحت ہا<br>ہمارے اعمال کی برائیوں جن سے کتے بھی شرماتے ہیں۔ تیرے پردہ عفو کے بغیر ان برائیوں کو کون چھپا سکتا ہے۔ |



| | |
|---|---|
| ۴ | عنایت ہای بے علت کہ باہر مفلسی داری<br>تسلی میدہد دل را اُمید آن عنایت ہا<br>اے خدا۔ تیری جاب سے جو بے لوث عنایتیں ہر مفلس پر ہوری ہیں۔ ان ہی عنایت کی اُمید میرے دل کو تسلی دیتی ہیں۔ |
| ۵ | حمایت ہای فضل آورد جان را از عدم بیرون<br>دگر رہ چشم میدارم زفضلت آن حمایت ہا<br>تیرے فضل کی نوازش جان کو عدم سے باہر لاتی ہے۔ اور تیرے ہی فضل سے ان نوازشوں کی دوبارہ انتظار کر رہا ہوں۔ |
| ۶ | ہمائی لطف اگر یکدم نظر برحالم اندازد<br>سرہر موئی من یابد ازان دولت کرامت ہا<br>اگر مہر و کرم کا ہما میرے حال پر ایک ہی نظر ڈال دے۔ تو میرے بال بال کو اس دولت سے ان گنت کرامتیں حاصل ہو جائیں گی۔ |
| ۷ | ز حسنت ہر کسی ہر دم حدیثے دیگر آغازد<br>رخت گر جلوہ ای سازد نماند آن حکایت ہا<br>تیرے حسن کے بارے میں ہر کوئی ہر وقت کوئی نئی بات کہتا ہے اگر تو اپنا رخ جلوہ دکھادے۔ تو یہ سب کہانیاں ختم ہو جائیں۔ |

| | |
|---|---|
| ۸ | عقول قدسیاں گم گشتہ اندر یک خم زلفت<br>زمشتی خاکیاں آنجاچہ سنجد این مقالت ہا<br>تیرے زلف کی ایک خم کے تعریف وتوصیف میں تو فرشتوں کی عقلیں یعنی دانائی گم ہوگئی ہے۔ تو پھر بھلا مٹھی بھر مٹی سے پیداشدہ انسان کی یہ باتیں کیا وزن رکھتی ہیں۔ |
| ۹ | علائی دامن ہمت اگر از خود بیفشانی<br>رسی در عالمی کانجا نباشد این ملالتہا<br>علائی۔ اگر تو اپنا دامن ہمت خودی سے جھاڑ دیگا تو تیری رسائی اس دنیا تک ہوجائے گی۔ جہاں اس قسم کی کوئی پریشانی نہیں رہے گی۔ |

## چہل اسرار

### غزل ۳۵

| | |
|---|---|
| ۱ | در محیطی فگندہ ام زورق<br>کہ دو عالم دروست مستغرق<br>میں نے اپنی کشتی ایسے سمندر میں ڈال دی ہے۔ جس میں دونوں عالم ڈوبے ہوئے ہیں۔ |



| | |
|---|---|
| ۲ | نہ ز زورق توان شناخت محیط<br>نی محیط از وجود آن زورق<br>نہ کشتی سے سمندر پہچانا جاسکتا ہے اور نہ ہی سمندر کو کشتی کے وجود سے۔ |
| ۳ | آب شد زورق و زمیل آسود<br>ہست معنی مشکل و مغلق<br>کشتی پانی بن گئی۔ اور پانی کے میل سے بھر گئی۔ یہ بہت ہی مشکل نکتہ ہے۔ اور اس کا سمجھنا بےحد دشوار ہے۔ |
| ۴ | بہ تفاوت مبین کہ اصل وجود<br>نشود مختلف بہیچ نسق<br>اس حقیقت میں کوئی اختلاف نہ جان کہ اصل وجود ترتیب یا روش کے بدلنے سے الگ الگ نہیں ہوجاتا ہے۔ |
| ۵ | کفر و اسلام و بدعت وسنت<br>اختلافی ست درمیان فرق<br>خدا کو ماننا اور نہ ماننا نیز بدعت وسنت کا اختلاف دراصل مغز سر میں مناقشہ ہے۔ |

٦ خود پرستی و "ما" و "من" گفتی
راه گم کرده ای زهی احمق

"خود پرستی" یعنی خود پسندی میں الجھے ہو۔ "ہم" اور "میں" کہتے ہو۔ یہ ایک احمق کا طریقہ ہے۔ جو راستے سے بھٹک گیا ہو۔

٧ ای علی لفظ "ما" و "من" حمق است
چون زما بگذری چه ماند؟ حق

اے علی۔ لفظ "ہم" اور "میں" کہنا بے وقوفی ہے۔ جب تم اس "ما" کے درجے سے گذر جاؤ تو باقی کیا رہتا ہے۔ "حق" یعنی جب تم اس "ما" کے درجے سے گذر جاؤ۔ تو تم نے حق کو پالیا

# چہل اسرار

## غزل ٣٦

١ آن دل که یافت یک دم از کوي تو نشانے
گردد نثار راهش در هر نفس جهانے

جس دل کو تیری گلی کا کوئی نشان لمحہ بھر کے لئے بھی مل گیا۔ وہ ہر سانس میں ایک جان کو تیری راہ میں نثار کرے۔



٢ روحانیان علوی در رشک و حسرت افتند
چون بیدلی نشیند با یاد تو زمانے

جب کوئی عاشق ایک دم کیلئے بھی تیری یاد میں بیٹھتا ہے تو آسمان کے فرشتے رشک اور حسرت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

٣ بالذت خیالت خلد برین سرابے
با نام تو دو عالم نان ریزه ای ز خوانے

تمہارے خیال میں رہنے سے جو لذت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے مقابلے میں بہشت بریں ایک سراب یعنی بے حقیقت چیز ہے۔ اور تمہارے نام کی برکت سے دونوں عالم خوان پر ٹوٹے ہوئے روٹیوں کے چورے کے برابر ہے۔

٤ برق شعاع حسنت هر دیده بر نتابد
وصف غمت نگردد مقدور هر زبانے

تیرے حسن پر انوار کی تجلی ہر آنکھ برداشت نہیں کر سکتی۔ تیرے غم کا بیان اور توصیف کرنا ہر زبان کی طاقت نہیں ہے۔

| | |
|---|---|
| ۵ | بوئی زخاک کویت مطلوب ہر ضمیرے<br>عکسی ز نور رویت محجوب ہر روانے<br>تیری گلی کی گرد کی خوشبو کا ہر دل متلاشی ہے۔ اور تیرے چہرہ پرانوار کی ایک جھلک ہر جان کو محبوب ہے۔ |
| ۶ | سودای بی دلان را سودی ز وصل فرما<br>چون نیست حضرت را از سود ما زیانے<br>اپنے عاشقوں کے جنون کو یعنی اپنے متوالوں کی دیوانگی کو اپنے وصل سے فائدہ پہنچا۔ کیونکہ ہمیں فائدہ پہنچانے سے تیری درگاہ کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ |
| ۷ | از سوز داغ ہجران در حضرت چگویم<br>چون در حریم علمت پیداست ھر نہانے<br>تیری جدائی کے داغ کی جلن کا حال تیرے دربار میں کیا عرض کروں۔ جب کہ تیرے علم کے احاطے میں ہر ڈھکی چھپی بات ظاہر و آشکارا ہے۔ |
| ۸ | مہ در نقاب غیرت پنہاں و خلق عالم<br>ہر کس زسر حسنت در پردۂ گمانے<br>چاند ساری دنیا کے لوگوں کی نظروں سے دور غیرت کے پردہ میں چھپا ہے۔ اور ہر شخص اس کے حسن کی اصلیت جاننے میں اپنے اپنے خیال میں کھویا ہوتا ہے۔ |



| | |
|---|---|
| ۹ | سری کہ صد ہزاران سر در غمش فروشد<br>کہ گرود ای علائی حاصل زنیم جانی<br>جس بھید کو جاننے کے غم میں لاکھوں سر قربان ہوگئے۔ اے علائی تجھے اس نیم جانی یعنی نازنی کے ساتھ کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔ |

## چہل اسرار

### غزل ۳۷

| | |
|---|---|
| ۱ | درد عشقت کہ دوای دل شوریدۂ ماست<br>یک سَرِ از آں دو جہان نیم بہاست<br>تیرے عشق کا درد جو ہمارے پژمردہ مگر مشتاق دلوں کی دوا ہے۔ دو جہاں اس کے بال برابر حصے کی نصف قیمت کے برابر ہے۔ |
| ۲ | از صفای غم تو بی بصران راچہ خبر<br>قدر این تحفہ کسی داند کز اہل صفاست<br>تیرے غم کی پاکیزگی کو بے خبر کیا جانیں اس تحفہ کی قدر تو وہی جانتا ہے جس کا شمار خود اہل صفا میں ہو۔ |

۳ مردہ است آنکہ نمردہ است زدردت روزی
کشتۂ تیغ بلاھای ترا ملک بقاست
جو کسی دن تیرے درد سے نہیں مرا ہے وہ مردہ ہے۔ اور جسے تمہارے مظالم عشق کی تلوار نے مارا ہو۔ وہ ملک بقا کا مالک ہے۔

۴ گرہمہ خلق جہان از سرزر بر خیزند
دولت وصل تو آن یافت کہ از سر برخاست
اگر سارے جہاں کی مخلوق دولت سے ہاتھ اٹھالے۔ تو کیا؟ تیرے وصل کی دولت وہی پائے گا۔ جو اپنے سر سے کھیلیگا۔

۵ لذت عمر دل از ضرب بلاہا تودید
زانکہ ازدوست جفا خلعت ارباب وفاست
دل نے تیری مصیبتوں کے چوٹ سے عمر بھر کی لذت پائی کیونکہ وفاداروں کیلئے دوست کا ظلم وستم ہی خلعت وانعام ہے۔

۶ جملہ جان ہا سپر تیر غمت ساختہ اند
تا کرا میر سد این دولت واین بخت کراست
سبھوں نے اپنی جانیں تیرے تیرِ غم کے آگے ڈھال بنائی ہیں۔ تاکہ یہ دیکھیں کہ یہ دولت کسے ملتی ہے اور کس کے نصیب اچھے ہیں۔



۷ ہر کسی از در لطف تو مرادی طلبد
نامرادی چو مراد تو بود مطلب ماست
تیرے لطف کے آستانے سے جو کوئی مراد طلب کرتا ہے۔ اگر تیرا مقصد اسے ناکام ہی لوٹانا ہے۔ تو وہی ہمارا مطلب ہے۔

۸ جز غمت نیست مرا در دو جہان ہیچ مراد
زانکہ زین غم دل مجروح مرا مرہم ہاست
سوائے تیرے غم کے دونوں جہاں میں میرا کوئی مراد نہیں۔ کیونکہ یہ غم میرے زخمی دل کا مرہم ہے۔

۹ ہر کس اندر طلب سود برد سوادی
حاصل سود علائی ز خیالت سوداست
ہر ایک آدمی کسی سودے کو لینے میں نفع کا طالب ہوتا ہے۔ اور علائی کا حاصل نفع تیرے خیال سودا ہے۔

غزل ۳۸

① دلی ره بیر بر گراه ثابت قدم نیست
که جانش بامراد قدم نیست

② دلی گز ملک معنی باخبر شد
در و اندیشه شادی و غم نیست

③ بیا در عشق محرم باش زیرا
که نامحرمان اندر حرم نیست

④ تو ماهیچون قطره زد دریا جدای
از آنست در عرفان در شکم نیست

⑤ نمی بادی به بحر انداخت خود را
تمادر یادی گوهر لاجرم نیست

⑥ به دریای فنا انداز خود را
که آنجا صورت "لا" و "نعم" نیست

⑧ ولی نابود تو شرط است اینجا
که هرگز آفتاب و شب بهم نیست

۸ چو قطرہ غرق دریا شد بکلی
ہمہ دریاست آنجا کیف و کم نیست
جب قطرہ کلیتاً دریا میں ڈوب جاتا ہے۔ تو وہ سارا دریا بن جاتا ہے اس میں "کیوں" اور "کس طرح" یا کمی بیشی کا سوال ہی نہیں۔

۹ علی ہمنام را بنگر کہ جز او
بہ اللہ و محمد رہبرم نیست
اے علیؓ! اپنے ہمنام کو دیکھو۔ (مطلب کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کی طرف دیکھو) ان کے سوا اللہ اور حضرت محمد رسول اللہ تک رہنمائی کرنے والا اور کوئی نہیں۔

## چہل اسرار

### غزل ۳۹

۱ ای شدہ نور خدا از مہ روی تو پدید
خرم آن کس کہ درین عید مہ روی تو دید
اے وہ کہ خدا کا نور تمہارے چہرے کی چاند سے ظاہر ہوا۔ کتنا خوش نصیب ہے جو اس عید کے چاند کو تیرے چہرے میں دیکھے۔



۲ بخرابات فنا محو شود در لمعات
ازمی عشق تو یک جُرعہ ہر آن کس کہ چشید
جس نے تیری شراب عشق کا ایک گھونٹ بھی چکھ لیا۔ وہ فنا کے میخانے میں نور کی روشنیوں میں محو ہو جائیگا۔

۳ توتیا خاک شود در نظر ہمت او
آنکہ در دیدہ ز خاک در تو سرمہ کشید
اسکی باہمت نظر میں سرمہ مٹی لگتا ہے۔ جس نے تیرے دروازے کی گرد کا سرمہ اپنی آنکھوں میں لگایا

۴ چون مہ نو شدہ انگشت نما در ہمہ جا
پشت ہر کس کہ ببوسیدن پای تو خمید
نئے چاند کی طرح وہ ہر جگہ انگشت نما (نمایاں اور مشہور) ہو جاتا ہے۔ جس کی کمر تیرے پائے مبارک چومتے ہوئی دوہری ہوگئی ہو۔

۵ شدہ از طالع فرخندہ سر افراز جہان
آنکہ از صدق و ارادت برکاب تو دوید
جس نے سچی لگن کے ساتھ تیری رکاب کی طرف دوڑ لگائی۔ وہ اپنی خوش نصیبی کے باعث دنیا میں سربلند ہو گیا۔

| | |
|---|---|
| ٦ | بہ علی یک نظر لطف کن از راہ کرم<br>کہ بجائی نرسد بی نظر پیر، مرید<br>ازراہ کرم۔علی پرایک نظر لطف ڈال دیجئے گا۔کیونکہ مرشد کی نظر کے بغیر مرید کسی مقام پرنہیں پہنچ سکتا۔ |

# چہل اسرار

## غزل ۴۰

| | |
|---|---|
| ١ | گشتہ تا محو تجلای جمالش جانم<br>دیدہ ام حسن وجمالی کہ درو حیرانم<br>جب سے میری جان اس کے حسن کے جلوہ نور میں محو ہوگئی ہے۔میں نے ایسا حسن و جمال دیکھا ہے۔کہ اس میں حیراں ہوں۔ |
| ٢ | تاشد از صفحۂ دل محو نقوش کونین<br>خط رخسار تو ھر لحظ درو می خوانم<br>جب سے میرے دل سے دونوں جہاں کا نقش مٹ گیا ہے۔اس وقت سے ہر آن اس میں تیرے ہی رخسار کے خط پڑھ رہا ہوں۔ |



| | |
|---|---|
| ٣ | روزگار یست کہ ہم طالب وہم مطلوبم<br>طرفہ حالیست کہ ہم دردم و ہم درمانم<br>ایک زمانہ گذر گیا جب سے میں خود ہی طالب یعنی ڈھونڈنے والا ہوں۔اور خود ہی وہ جسکی تلاش ہو۔یعنی مطلوب۔عجب حالت ہے کہ میں خود ہی درد ہوں۔اور خود ہی دوا۔ |
| ۴ | کافر عشق، من بیدل و دین تا گشتم<br>فارغ از شک و یقین بی خبر از ایمانم<br>جب سے میں اپنے دل و دین کو چھوڑ کر عشق کا دیوانہ بن گیا ہوں۔اس وقت سے میں شک ویقین کی حالت سے فارغ ہوا ہوں۔اور ایمان سے بھی بے خبر ہوں۔ |
| ۵ | تاشدم ہمچو علی پادشاہِ ملک فنا<br>اسپ ھمت بسوی ملک بقا میرانم<br>جب سے میں علی (حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ) کی طرح ملک فنا کا بادشاہ ہوا ہوں۔اس وقت سے اپنی ہمت کا گھوڑا ملک بقا کی طرف دوڑا رہا ہوں۔ |

# چہل اسرار

## غزل ۴۱

| | |
|---|---|
| ۱ | نقاب کبریا روزی اگر از روی بکشاید<br>ہزاران بیدلِ شیدا از ہر سوي برقص آید<br>اگر کسی روز خدا اپنے چہرے سے خود ہی نقاب اٹھادے۔ تو ہزاروں بے دل شیدائی ہر طرف سے رقص کرنے لگیں گے۔ |
| ۲ | اگر از عکس رخسارش شعاعی برزمین افتد<br>بسا انوار روحانی زخاک تیرہ بنماید<br>اگر اسکے رخسار کا عکس زمین پر ایک شعاع بھی ڈال دے۔ تو اس حقیر خاک سے بہت روحانی انوار نمایاں ہو جائینگے۔ |
| ۳ | نسیم زلفش اربر کوی مشتاقان گذر سازد<br>حریق نار ہجران را ز آتش راحت افزاید<br>اگر اس کے زلفوں کی خوشبودار ہوا آرزومندوں کے کوچے سے گذرے تو ہجران کی آگ سے جلے ہوؤں کو آگ سے راحت مل جائے گی۔ |



| | |
|---|---|
| ۴ | بہ اندیشش بود شادی، زیادش از غم آزادی<br>کہ اندیشش روان بخشد، بیادش روح آساید<br>ان کے غم شادی میں بدل جائیں گے۔ اور اس کی یاد سے ان کو غم سے نجات مل جائیگی۔ کیونکہ غم کو وہ مٹا دینگے۔ اور یادوں کے طفیل ان کے روحوں کو راحت حاصل ہوگی۔ |
| ۵ | بسان ذرہ در رقصند دلہا از غم رویش<br>ولی آن شہ کجا ہرگز درین ظلمت سرا آید<br>اس کے چہرے پر انوار کی ذرا سی جھلک سے غم زدہ دل پر رقص کرنے لگیں۔ مگر وہ بادشاہ کیسے اس ظلمت سرا میں آسکتا ہے؟ |
| ۶ | غبار دل نمی زیبد کہ بر روی غمش باشد<br>مقام جان ہر عاشق جنابش را نمی شاید<br>جو کوئی اس کے غم کا شکار ہوا۔ اسکے دل پر "غبار" یعنی بوجھ رکھنا اچھا نہیں ہے۔ کیونکہ ہر عاشق کیلئے اس کا قرب حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔ |

| | |
|---|---|
| ۷ | ہزاران سردرین سودا کہ بوئی از درش یابند<br>ولی این گنج راہر مفلسی در خور نمی آید<br>ہزاروں سراس سودے میں اس کے دروازے سے بوئے دوست حاصل کرتے ہیں۔مگر ہر مفلس اس خزانے کو اپنے اندر سمانہیں سکتا ہے |
| ۸ | زمہر مہر روی او ہر آنکو دولتی یابد<br>بیوی لطف او آید ہر آن بیدل کہ پیش آید<br>اس کے روئے مبارک کی مہربانی کی مہر سے ہر کوئی دولت پاتا ہے۔اوران کے لطف کی بوئے ہراس بےدل کونصیب ہوگی۔جوان کے سامنے آئے۔ |
| ۹ | علی چون در خوریادش نئی رو۔ نوحہ کن برخود<br>کسی را شاید این کو دِل بغیر او نیالاید<br>علی۔اگرتم اس کی یاد کے لائق نہیں ہو۔تواپنے آپ پر ماتم کرو۔کیونکہ بغیر اس کی مہربانی اوراعانت کے اس کے کوچے سے اپنادل لگانا ممکن نہیں ہے |

تمام شد

چہل اسرار فارسی

(معہ اُردو ترجمہ)

☆☆☆☆☆☆☆